شمارہ ۸ جلد ۱۷ شعبان المعظم ۱۴۳۴ جون 2013
Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مسلسل اشاعت کے ۱۵ سال

ماہنامہ

لولاک

ملتان

4 فضائل شب برات

8 معراج انبیاء علیہم السلام کا تقابلی جائزہ

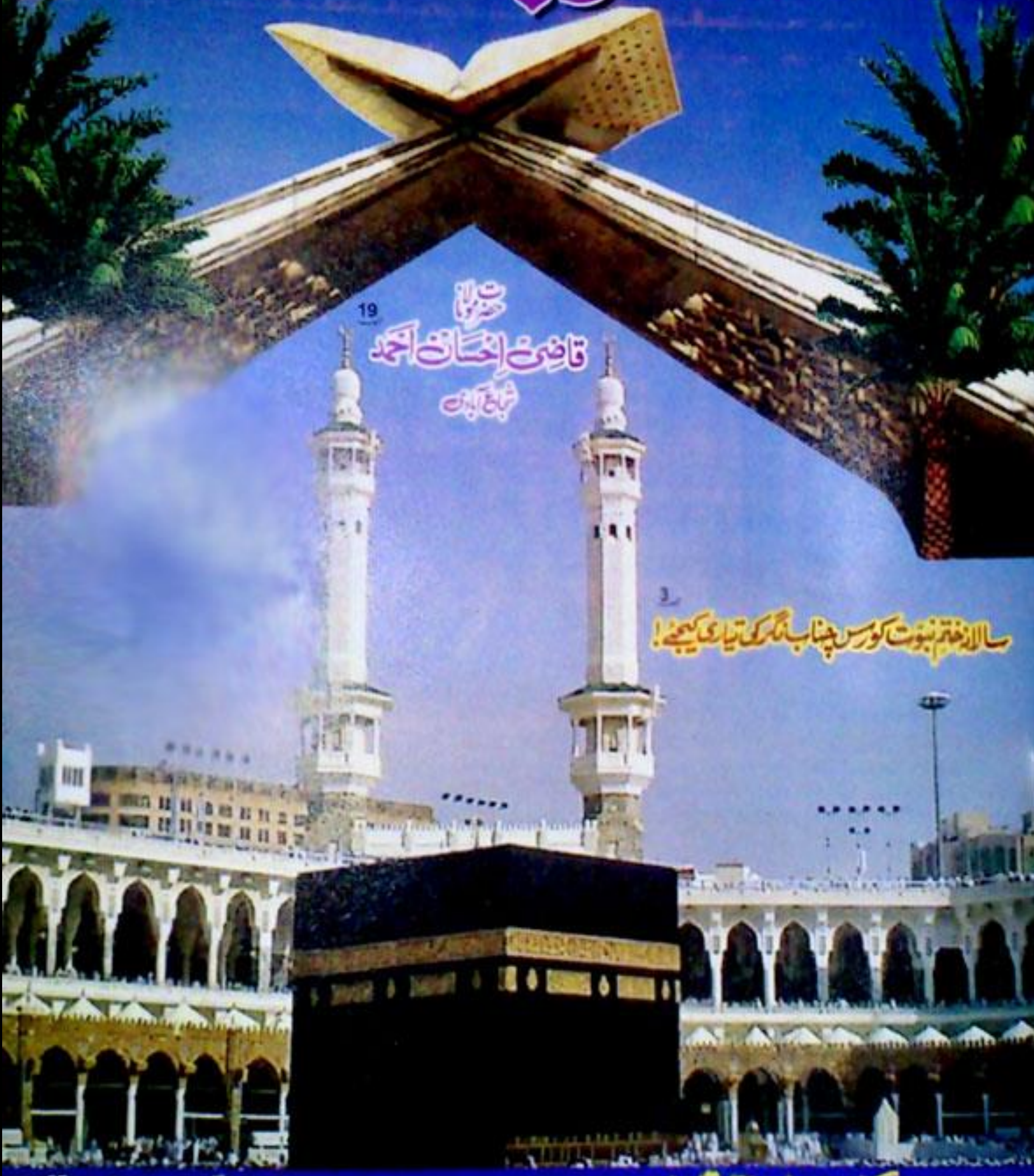

19 حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی

3 سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی تیاری کیجیے!

35 تکمیلِ دین اور فتنہ قادیانیت

27 بابیت اور بہائیت ... ایک فتنہ ہے مذہب نہیں

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی تیاری کیجئے	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	3

مقالات ومضامین

فضائل شب برأت	خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ	4
معراج انبیاء کرام علیہم السلام کا تقابلی جائزہ	حضرت مولانا محمد صدیق اراکانی	8
ایمان اور کفر کا معیار...... قرآن وحدیث کی روشنی میں	حضرت مولانا خالد محمود ایم اے	13
معارف خطبہ نکاح (قسط نمبر3)	مولانا محمد یوسف خان	17

شخصیات

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	19
مولانا قاضی عزیز الرحمٰنؒ ...... حیات وخدمات	مولانا مفتی محمد راشد مدنی	24

رد قادیانیت

بابیت وبہائیت ...... ایک فتنہ ہے مذہب نہیں	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	27
تکمیل دین اور فتنہ قادیانیت	مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی	35
ترک قادیانیت (قسط نمبر3)	عبدالقیوم سرگودھا	46

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	48
تبصرہ کتب	ادارہ	57

کلمۃ الیوم!

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی تیاری کیجئے!

ہر سال شعبان المعظم کی سالانہ چھٹیوں میں جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ میں ختم نبوت کورس منعقد ہوتا ہے۔ جو امسال ۵؍شعبان المعظم سے ۲۷؍شعبان المعظم مطابق ۱۵؍جون سے ۷؍جولائی ۲۰۱۳ء منعقد ہوگا۔

کورس میں درجہ رابعہ سے دورہ حدیث شریف کے طلبہ کرام، مدارس عربیہ کے اساتذہ کرام اور مختص شریک ہوسکتے ہیں۔ عصری تعلیمی اداروں کے لیکچرز، پروفیسرز اور کم از کم میٹرک پاس طلبہ شرکت کرسکتے ہیں۔ تمام شرکاء کورس کو پڑھائی جانے والی کتب مجلس مہیا کرتی ہے۔ کاغذ، قلم کا اہتمام بھی مجلس کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ رہائش، خوراک کا معقول انتظام ہوتا ہے۔ تمام شرکاء کورس کو مجلس کی مطبوعات کا ایک منتخب سیٹ پیش کیا جاتا ہے۔ امتحان میں اول، دوم، سوم آنے والوں کو نقد وظائف کے علاوہ مزید کتب بھی دی جاتی ہیں۔

یہ کورس خالصتاً علمی کورس ہوتا ہے۔ جس میں فرقہ وارانہ مسائل اور مروجہ سیاسیات پر گفتگو سے احتراز کیا جاتا ہے۔ کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سینئر اساتذہ کرام ومبلغین عظام کے علاوہ ملک بھر سے منتخب اساتذہ فنون کو دعوت دی جاتی ہے۔

عنوانات عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، حیات، کفارہ، قادیانیت کے غلط عقائد وعزائم پر علمی انداز میں تیاری کرائی جاتی ہے اور یہ سب کچھ چاردیواری کے اندر منعقد ہوتا ہے۔ اس کورس کی خوبی یہ ہے کہ آج تک کورس کی وجہ سے کسی قادیانی کی نکسیر تک نہیں پھوٹی۔ نہ ہی کسی قادیانی کے گھر میں وٹا، روڑہ اور پتھر پھینکا گیا ہے۔

فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مناظر ختم نبوت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اس کورس کے اساتذہ کرام رہے ہیں۔ اس وقت ملک عزیز میں ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے یا دوسرے دینی محاذوں میں مصروف عمل علماء کرام بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کورس کے تربیت یافتہ ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین، عہدیداران اور بہی خواہوں سے استدعا ہے کہ کورس کی بھرپور تیاری کریں اور زیادہ سے زیادہ حضرات کو شرکت کی ترغیب دیں۔ اللہ پاک ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

فضائل شب برأت!

خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی!

’’نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ حٰم ۰ والکتاب المبین ۰ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم ۰ امراً من عندنا انا کنا مرسلین ۰ رحمۃ من ربک انہ ھو السمیع العلیم ‘‘ ﴿قسم ہے اس وضاحت والی کتاب کی یقیناً ہم نے بابرکت رات میں اسے اتارا ہے۔ہم ڈرانے والے ہیں۔اس رات میں ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ہمارے پاس سے حکم ہوکر ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔رب کی مہربانی سے وہ ہے بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔﴾

حضرات گرامی! یہ شعبان کا مہینہ ہے اس مہینہ کی سرکار دوعالم a بے شمار فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔جو آیت کریمہ اس وقت آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس کے متعلق بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ رمضان شریف کی لیلۃ القدر کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے اور بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ شعبان کی رات کے متعلق نازل ہوئی ہے۔اس لئے اس آیت کریمہ سے اگر شعبان کی پندرھویں رات کو مراد لے لیا جائے تو مفسرین کی رائے کے مطابق اس کو صحیح تصور کیا جائے گا۔

بخشش کا سیزن

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی برکت سے اس امت پر جہاں اور بہت سے احسان فرمائے ہیں، وہیں شعبان کا مہینہ اور اس ماہ کی پندرھویں شب بھی امت محمدیہ کے لئے رحمت، مغفرت اور بخشش کا سیزن بنا کر بھیجی ہے۔✿...... گناہ گاروں کو بخشنا۔✿...... گناہ گاروں کے گناہ پر پردہ ڈالنا۔✿...... گناہ گاروں کو رحمت کی طرف آنے کی دعوت دینا۔

یوں تو سارا سال ہی چلتا ہے،مگر کچھ خاص اوقات اور خاص دن اور خاص مہینے اللہ تعالیٰ نے ہم گنہگاروں کے لئے ریزرو کر دیئے ہیں تاکہ یہ گناہ گار لوگ جو میرے محبوب کے امتی ہیں۔وہ سیزن کے دنوں میں اپنے تمام تر گناہوں سے پاک ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے ندامت کے آنسوؤں سے اس کی رحمت کے خزانے لوٹ لیں۔چنانچہ سرکار دوعالم a کا ارشاد گرامی ہے کہ:’’اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا فان اللہ تبارک وتعالیٰ ینزل فیھا لغروب الشمس الیٰ السماء الدنیا ۰ فیقول الا من مستغفر فاغفرلہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتیٰ یطلع الفجر (ابن ماجہ) ‘‘ ﴿شعبان کی پندرھویں شب کو قیام کرو اور دن کا روزہ رکھو۔(پندرھویں تاریخ دن کا) اللہ تعالیٰ پندرھویں شب کے غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا کی طرف تمام رحمتوں کو متوجہ فرما کر یہ آواز دیتے

ہیں۔کوئی معافی چاہنے والا ہے جو مجھ سے معافی مانگے اور میں اس کو معاف کر دوں۔کوئی روزی چاہنے والا ہے، کوئی مصیبت زدہ ہے کہ جو مجھ سے مصیبت دور کرنے کے لئے کہے اور میں اس کی مصیبت کو دور کر دوں۔اسی طرح صبح صادق تک آوازیں دیتا ہے۔﴾

گناہ گارو، دوڑو، خدا خود آواز دے رہا ہے: ہے کوئی گناہ گار، ہے کوئی سیاہ کار، ہے کوئی مفلس وفادار، ہے کوئی مصیبت زدہ، ہے تو آئے، جلدی آئے۔سال بھر گناہ گار مجھے پکارتے ہیں۔آج میری رحمت گناہ گاروں کو بلا رہی ہے۔

گناہ لے کے آؤ گے......تو معاف کر دیا جائے گا۔رزق لینے آؤ گے......تو دے دیا جائے گا۔اولاد لینے آؤ گے......تو دے دی جائے گی۔جنت لینے آؤ گے...... تو عطا کر دی جائے گی۔

کسی چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں اور عقبیٰ تیری گلی میں

پرچون مانگو گے......تو ملے گا......تھوک مانگو گے......تو ملے گا۔اور لطف کی بات یہ ہے کہ سب کچھ دیا جائے گا اور کچھ نہیں لیا جائے گا۔مفت میں رحمتیں لوٹو۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا

ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے اس رات کی مبارک ساعتوں کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

”قام رسول اللہ a من الیل فصلی فاطال السجود حتیٰ ظننت انہ قد قبض فلما رایت ذالک طفت حتی حرکت ابہامہ فتحرک فرجعت فسمعتہ • یقول فی سجود اعوذ بعفوک من عقابک برضاک من سخطلک واعوذبک منک الیک لا احصی ثناء علیک انت کما انیت علیٰ نفسک فلما رفع رسہ من السجود فرغ من صلوتہ قال یا عائشۃ اویا حمیراء اظننت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد خان بک قلت لا واللہ یا رسول اللہ خفت انک قبضت بطول سجوک فقال اتدرین ای لیلاً ہذہ قلت اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ لیلۃ النصف من شعبان فیغفر للمستغفرین ویرحم للمسترحمین ویوخر اہل الحقد کماہم (بیہقی)“﴿رسول اللہ a نے رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی۔جس میں اتنا لمبا سجدہ کیا کہ میں نے یہ خیال کیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔جب میں نے یہ دیکھا تو کھڑی ہو کر حاضر خدمت ہوئی اور آپ کے پیر کے انگوٹھے کو ہلایا وہ ہل گیا تو میں سمجھ گئی کہ آپ ٹھیک ہیں۔پھر کان لگا کر میں نے سنا تو آپ سجدے میں یہ دعا پڑھ رہے تھے کہ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری معافی کے ساتھ۔تیرے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری خوشنودی کے ذریعے سے تیرے غصہ سے اور میں پناہ چاہتا ہوں تیرے عذاب وقہر سے اور تیری معافی کے ذریعہ سے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور تو اتنی خوبیوں والا ہے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا اور اتنی تعریفیں ہیں تیری کہ تو خود ہی ان کو جانتا ہے تو ایسا ہی ہے کہ جیسے کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے۔جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نے یہ خیال کیا ہے کہ اللہ کے رسول a تیری حق تلفی کریں گے۔﴾

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم نہیں؟ میں نے آپ کے سجدہ کے طویل ہونے کی وجہ سے خیال کیا تھا کہ شاید آپ کا انتقال ہوگیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول a زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اس شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور معافی چاہنے والوں کو معاف کرتا ہے اور رحم چاہنے والوں پر رحم فرماتا ہے اور بغض رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ اس حدیث پاک سے چند امور ثابت ہوئے۔

✿...... حضور a نے اس رات کو طویل قیام فرمایا۔ ✿......حضور a نے اپنے معبود حقیقی کو سجدے میں راضی کیا۔ ✿......حضور a نے خدا کے غضب سے پناہ مانگی۔ ✿......حضور a نے خدا کی رحمت کو طلب کیا۔

آپ نے فرمایا: ✿......اس رات کو رحمت طلب کرنے والے کو رحمت دی جائے گی۔ ✿......اس رات کو مغفرت طلب کرنے والوں کو بخش دیا جائے گا۔ ✿......کینہ رکھنے والے کی اس رات بھی بخشش نہیں ہوگی۔

خطیب کہتا ہے: ✿......اس رات کو خدا کے حضور رویا کرو۔ ✿......اس رات کو رحمت کے پانی سے گناہوں کو دھویا کرو۔ ✿......اس رات کو ماضی کے گناہوں سے توبہ کرو۔ ✿......اس رات کو رحمت خداوندی کے خزانے لوٹا کرو۔ ✿......اور عذاب وغضب خداوندی سے چھوٹا کرو۔ ✿......گناہوں سے رہائی ملے گی۔

چھ آدمیوں کی بخشش نہیں ہوگی

حضرات گرامی! آپ نے سرکار دوعالم a کی زبان مبارک سے یہ اندازہ کرلیا ہوگا کہ یہ رات بخشش کی رات ہے اور یہ رات رحمت کی رات ہے اور یہ رات گناہوں سے نجات کی رات ہے۔ اس رات کو رحمت خداوندی خود گناہ گاروں کے دروازے سے کھٹکھٹا کر انہیں اپنے دروازے پر لاتی ہے۔ لیکن بعض بدنصیب اور ازلی بدبخت ایسے بھی ہوں گے جن کو اس رات بھی بخشش اور رحمت سے نہیں نوازا جاتا۔

یہ ان کے مقدر کا کھیل ہے یا ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر غضب الٰہی اس قدر ہو چکا ہے کہ وہ سیزن میں رحمت خداوندی کی بہاروں کے مزے نہ لوٹ سکے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ: ’’اتانی جبرائیل علیہ السلام فقال ہذہ لیلۃ النصف من شعبان وللہ فیہا عتقاء من النار بعدد شعر غنم لاینظر اللہ الیٰ مشرک ولا الیٰ مسبل ولا الیٰ عاق لوالدیہ ولا الیٰ مدمن خمر (بیہقی)‘‘

﴿میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا آج کی رات شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے شمار کے برابر دوزخ سے بندوں کو آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس رات کو مشرک کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا اور نہ ہی کینہ پرور کی طرف دیکھتا ہے اور نہ رشتہ کاٹنے والوں کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکانے والے کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ماں باپ کے نافرمان کی طرف دیکھتا ہے۔﴾ اور نہ شراب پینے والے کی طرف دیکھتا ہے۔

شب برأت میں امت کا عمل

حضرات گرامی! آپ نے شعبان کے فضائل اور مناقب کو بھی سن لیا اور یہ بھی آپ سن چکے ہیں کہ سرکار دوعالم a اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ کیونکہ اس ماہ کی پندرھویں شب کو بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ اس لئے اس رات کو شب بیداری اور دن میں روزے کا عمل مسنون ہے۔ مگر برا ہو پیٹ کے پجاریوں کا جس طرح ان کی دست برد سے سنت کا گلشن محفوظ نہیں رہا۔ اسی طرح شعبان کی سنتیں بھی ان کی ہوس اور خواہش زر کی نذر ہوگئیں! یا اسفیٰ!

شب برأت میں امت کا عمل وہی ہونا چاہئے تھا جو اس کے محبوب پیغمبر a کی سنت کے مطابق ہوتا، مگر آپ کے نام لیواؤں نے اور نام نہاد عشاق نے دو باتوں پر خصوصیت سے اس مہینہ میں زور دیا۔

۱...... ایک آتش بازی۔ ۲...... حلوہ کھانا، پکانا۔

گویا کہ اس مبارک رات کو عبادت کرنے کی بجائے آتش بازی چلانا اس قدر ضروری ہوگیا کہ کوئی گھر اور کوئی محلّہ اور شہر اس بری اور انتہائی خطرناک رسم سے خالی نہیں ہے۔ بچے، بوڑھے، جوان، پڑھے لکھے اور ان پڑھ سب کا یہی شغل ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ آتش بازی پر روپیہ خرچ کیا جائے۔ کہیں آپ کے بچے اس رسم سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ چوہدری صاحب کے بچے تو شب برأت کی مسرتوں میں شریک نہیں ہوئے۔ آخر ناک بھی تو رکھنی ہے۔ سیٹھ صاحب ہیں تو۔ مولانا صاحب ہیں تو، تاجر ہیں تو، پیر صاحب ہیں تو، امیر ہے تو غریب ہے تو، ہر آدمی کے لئے گویا آتش بازی ضروری ہے۔

کاش یہ رقم ناداروں کے کام آتی

اے مسلمان قوم! آپ جو رقم آتش بازی پر خرچ کرتے ہیں، کاش یہ لاکھوں روپے مفلوک الحال اور نادار بیواؤں اور یتیموں کے کام آتی۔ اس سے دینی اور فلاحی ادارے بنتے اس سے سماجی برائیوں کو جنم دینے والی تحریکوں کا مقابلہ کیا جاتا۔ یہ رقم ملک وملت کے کام آتی۔ اس سے دینی اور فلاحی ادارے بنتے اس سے سماجی برائیوں کو جنم دینے والی تحریکوں کا مقابلہ کیا جاتا۔ یہ رقم ملک وملت کے کام آتی۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

کتنے گھر ہیں جو آتش بازی کی نذر ہو چکے ہیں۔ کتنے ہنستے بستے گھرانے آتش بازی سے ویران ہو چکے ہیں۔ کتنے سہاگ اس آتش بازی سے لٹ چکے ہیں۔ کتنی فلک بوس عمارتیں پیوند زمین ہو چکی ہیں۔

آتش بازی سے ملک کا نقصان ہے۔ ملت کا نقصان ہے، عوام کا نقصان ہے اور آپ کا نقصان ہے اور ان سب سے بڑھ کر دین کا نقصان ہے۔ یہی رسومات ہیں جن سے خدا کے غضب میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہے کوئی رجل رشید جو آتش بازی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے میدان عمل میں آئے اور اجتماعی طاقت سے اس ناقابل برداشت رسم کا قلع قمع کردے۔

معراج انبیاء کرام علیہم السلام کا تقابلی جائزہ!

مولانا محمد صدیق ارکانی!

واقعہ معراج اور سفر معراج طویل بھی ہے اور دلچسپ بھی جس کے لئے مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر قرآن کریم سے ثابت ہے جسے اسراء کہا جاتا ہے۔ اس کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ البتہ مسجد اقصیٰ سے عرش معلّی تک کا سفر حدیث سے ثابت ہے۔ یہ سفر ۲۷؍رجب المرجب ۱۰سال نبوی میں پیش آیا ہے، ذیل میں سفر معراج کے متعلق چند نایاب گوشے پیش کئے جارہے ہیں۔ جس طرح باقی اوصاف حمیدہ اور فضائل مجیدہ میں نبی آخر الزمان a کو دوسرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر تفوق وتشخص اور امتیاز عظیم حاصل، اسی طرح معراج کی باریابی میں بھی آپ a تمام انبیاء عظام ورسولان فخام سے ممتاز وفائق ہیں۔ مثلاً ہبوط آدم! حضرت آدم علیہ السلام کی فرش پر معراج تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نمرود کی دھکائی ہوئی آگ کے التہاب مولم میں کود جانا پھر بعون اللہ تعالیٰ امن وسلامتی سے نکل کر ہجرت کرنا ہی ان کی معراج عظیم تھی۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کی عمیق کنویں میں پھینکے جانے اور زندان مصر کی زندانی صعوبتیں برضا ورغبت برداشت کرنا ہی ان کی معراج تھی۔

نہ تھا کچھ بے سبب تو قید ہونا ماہ کنعان کا
چمک اٹھا نصیب تاریک زندان کا

مرزا محمد رفیع سودا رحمۃ اللہ علیہ ولد ۱۱۲۵ھ توفی ۱۱۹۵ھ نے کیا خوب کہا ہے۔

ہاروت کو اندوہ دیا ہم نے دعوئیں سے
یوسف کو شاہ مصر کیا ہم نے کنویں سے

سیدنا یونس علیہ السلام کا وسیع وعریض سمندر کی اتھاہ میں اس کی کثافت وباریکیوں میں مچھلی کے پیٹ میں رہ کر اللہ جل شانہ کی حمد وثناء اور عظمت وجلال اور اظہار وایضاح اور پرچار کرتے رہنا اور سلامتی کے ساتھ خشکی پر آجانا ان کے لئے معراج تھی۔ یونس علیہ السلام عبرانی لفظ ہے بمعنی رکن دین، ستون دین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اثنائے سفر میں رات کے اندھیرے اور سخت جاڑا وخنکی میں استدفاء کے لئے آگ کی تلاش میں کوہ طور پر جانا ہی ان کی معراج تھی کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

خدا کی دیں کا موسیٰ سے پوچھو احوال
آگ لینے جائیں اور پیغمبری مل جائے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے اعداء ومعاندوں کے ہاتھوں سے بچا کر امن وسلامتی سے آسمان پر زندہ اٹھالینا اور وقت موعود معہود پر جامع دمشق کے منارہ پر ان کا نزول ہی ان کی معراج ہے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کا سینکڑوں برس تک اصعب ترین حالات میں تبلیغ ودعوت کے بعد تباہ کن حالات میں تبلیغ ودعوت کے بعد تباہ کن طوفان سے بچ کر ایک کشتی میں سوار ہوکر جبل جودی (ارارات) پر سلامتی سے اتر جانا ہی ان کی معراج تھی۔ لیکن نبی آخرالزمان a کے معراج کی مثال سب انبیاء کرام علیہم السلام کے زمرۂ مقدسہ میں کہیں دیکھائی نہیں دیتی۔ اس کی تفصیل کا اجمال وایجاز یہ ہے۔ غور فرمایئے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سردی کے موسم میں مدین سے اپنی زوجہ محترمہ کو لے کر مصر جارہے تھے کہ اندھیری رات میں چلتے چلتے راستہ ہی بھول چکے تھے اور سینا کے طور پہاڑ کے ایک درخت پر تجلیات خداوندی کا نزول ہورہا تھا۔ جسے آپ علیہ السلام نے آگ کی روشنی سمجھ لیا۔ سردی سے ٹھٹھرے جارہے تھے اس لئے استدفاء کے لئے آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

’’فلما قضیٰ موسیٰ الاجل وسار باھلہ انس من جانب الطور ناراً قال لاھلہ امکثوا انی انست ناراً لعلی اٰتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون (قصص:۲۹)‘‘ ﴿پھر جب موسیٰ اس مدت کو پورا کر چکے اور اپنے گھر والوں (زوجہ صفورہ) کو لے کر (مصر کے لئے) روانہ ہوئے تو انہوں نے طور کی طرف ایک آگ دیکھی، اپنے گھر والوں سے بولے کہ تم یہیں ٹھہرو میں نے تو آگ دیکھ لی ہے شاید میں وہاں سے (راستہ کی) خبر لاؤں یا آگ کا (کوئی) انگارہ لیتا آؤں تاکہ تم سینک کرلو۔﴾

’’اذ قال موسیٰ لاھلہ انی انست ناراً ساٰتیکم منھا بخبر او اٰتیکم بشھاب قبس لعلکم تصطلون (النمل:۷)‘‘ ﴿جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی وہاں سے خبر لے کر آتا ہوں یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم تاپ لو۔﴾

’’اذ راٰ ناراً فقال لاھلہ امکثوا انی انست ناراً لعلی اٰتیکم منھا بقبس او اجد علی النار ھدی (طٰہٰ:۱۰)‘‘

جب انہوں نے آگ دیکھی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے کیا عجب میں اس میں سے کوئی شعلہ لے آؤں یا آگ کے پاس (کسی واقف راہ سے) راستہ معلوم کرلوں۔ آگ لینے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام طور پر پہنچے ہیں تو آواز آئی کہ موسیٰ میں تمہارا رب ہوں بے شک آپ میدان طویٰ میں ہیں جوتے اتار ڈالو۔ میں نے آپ کو اپنی نبوت ورسالت کے لئے منتخب کرلیا ہے جو کچھ وحی کیا جارہا ہے اسے سنو۔ کسی نے اس کی ترجمانی یوں کی ہے۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھو احوال
آگ لینے جائیں اور پیغمبری مل جائے

اندازہ فرمایئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری دینے اور اصلاح خلق کا منصب تفویض کرنے کے لئے طور پر لایا جاتا ہے اور ان کی معراج بھی یہی تھی لیکن پیغمبر آخرالزمان محمد a کو رسالت سے سرفراز فرمانے کے لئے جبرائیل امین کو عرش سے فرش پر بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کو عجیب وغریب انتظام وانصرام کے ساتھ معراج کے لئے فرش سے عرش پر فقید المثال تزک واحتشام سے بلایا گیا۔

موسیٰ دا معراج یا سی جلوہ طور نورانی
تے اپر عرش حبیب محمد سد یا رب جہانی
موسیٰ بطور رفت مسیحا بر آسمان
معراج عرش خاص برائے محمد است

اقبال مرحومؒ نے اس کی عکاسی یوں کی ہے کہ۔

معراج مصطفیٰ سے یہ سبق ملا ہے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

۲۷؍رجب ۱۰ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات میں نبوت کے متعلق حقائق ودقائق دکھانے کے لئے حضرت a کو ملکوت السموٰت والارض کی انوکھی وعجیب سیر ومعراج سے سرفراز فرمایا۔ سیر کا ذکر سورۂ اسراء اور معراج کا ذکر سورۂ نجم میں کیا گیا ہے۔ حکم ومصالح اور معرفت کے اسباق دینے کے لئے ملکوتی وآسمانی عجائب قدرت کے بصارت اور بصیرت دونوں سے مشاہدات کرائے۔

مل گئی دونوں جہانوں کی کلید اپنی معراج کو پہنچا ہے بشر آج کی رات

ارشاد ہے کہ: ”سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بٰرکنا حولہ، لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر (اسراء:۱)“ ﴿پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے تاکہ ان (بندہ) کو ہم بعض عجائبات قدرت دکھائیں۔ بیشک سمیع وبصیر اللہ ہے عبر وبصائر اور حقائق کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)﴾

اس آیت کے تحت علاء الدین ابوالحسن علی بن محمد ابراہیم، ولد ۶۷۸ھ توفی ۷۴۱ھ شافعی رقم طراز ہیں۔

سبحان الذی اسریٰ بروحہ وجسدہ ولفظ العبد عبارۃ عن المجموع الروح والعبد!

(خازن ج۳ ص۱۱۰)

عبد روح اور جسم دونوں کے مجموعے پر بولا جاتا ہے۔ آپ a کو روح اور جسم کے ساتھ بحالت بیداری معراج ہوئی ہے نہ کہ صرف روح کو معراج ہوئی تھی۔ جیسا کہ سرسید احمد خان ولد ۵؍ذوالحجہ ۱۲۳۲ھ بمطابق اکتوبر ۱۸۱۷ء، توفی ۱۳۱۵ھ موافق ۲۷؍مارچ ۱۸۹۸ء لکھتے ہیں۔ ہماری تحقیق میں واقعہ معراج ایک خواب تھا جو رسول a نے دیکھا تھا۔ تفسیر القرآن ج۶ ص۱۳۰ مطبوعہ لاہور۔ ۹؍اکتوبر ۱۸۷۷ء۔

یاد رہے کہ سرسید ایمانیات، معجزات وکرامات، جنوں اور فرشتوں کی مخلوق ہونے اور جنت ودوزخ کے موجود ہونے کے منکر ہیں۔ اسی لئے علماء نے اس کی تکفیر کی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ تفسیر حقانی۔ زہدی حسن جار اللہ یافعی رقمطراز ہیں۔ سرسید احمد خان اور ان کے رکن رکین سید امیر علی معتزلی تھے۔ ملاحظہ ہو تاریخ معتزلہ!

(از زہدی حسن ص۳۱۲)

نمونہ کے طور پر چند چیزیں سرسید کی شطحیات سے ملاحظہ کیجئے وہ لکھتے ہیں اور ایک کوڑھ مغز ملا شہوت پرست زاہد یہ سمجھا ہے کہ درحقیقت بہشت میں نہایت خوبصورت ان گنت حوریں ملیں گی۔ شراب پئیں گے، میوے کھائیں گے، دودھ شہد کی ندیوں میں نہادیں گے اور جو دل چاہے گا وہ مزے اڑادیں گے اور ان لغو بیہودہ خیال سے دن رات اوامر کے بجالانے اور نواہی سے بچنے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ (تفسیر القرآن ج ۱ ص ۳۵، از سرسید احمد خان)

سود غریبوں سے لینا حرام ہے۔ (تفسیر القرآن ج ۱ ص ۲۳۲)

سود امیروں سے لینا حلال ہے۔ (تفسیر القرآن ج ۱ ص ۲۳۳)

پھر شیطان کی مخلوق کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور ہر انسان میں جو قوت وہمیہ ہے وہی ابلیس کی ذریات ہیں۔

غرضیکہ تمام محققین اس بات کے قائل ہیں کہ انہی قویٰ کو جو انسان میں ہیں اور جن کو نفس امارہ یا قوائے بہیمیہ سے تعبیر کرتے ہیں یہی شیطان ہے۔ (بلفظہ تفسیر القرآن ج ۱ ص ۴۵)

فرشتوں کی مخلوق کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جس کو ناموس اکبر اور زبان شرع میں جبرائیل کہتے ہیں اور کوئی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا۔ (بلفظہ تفسیر القرآن ج ۱ ص ۲۴)

آگے چل کر پھر لکھتے ہیں اسی ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء میں پیدا کیا ہے جبرائیل نام ہے۔
(بلفظہ تفسیر القرآن ج ۱ ص ۲۵)

سرسید کی انہی شطحیات ولغویات کو دیکھ کر جج اکبر مرحوم نے کہا ہے۔

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا کے چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

جہاں میں آپ کی برابری کا کوئی ہے؟ جس نے براق پر سوار ہو کر فلک الافلاک سے بھی آگے تک سیر کی ہو؟ اور روح الامین نے جس رکاب کو تھاما ہو؟ جس کی سیر میں فرشتے اس کے خدمت گار رہے ہوں۔ جس نے آپ a کی طرح دودھ اور شراب میں سے دودھ کو پسند کر کے اسلامی ہدایت کی رہنمائی کی ہو؟

نظامی گنجوی نے کیا خوب کہا ہے۔

زمین زادہ پہنچا سوئے آسماں
رہے اس سے پستر زمین و آسماں

ایک اور مداح سرا نے یوں کہا ہے۔

اللہ رے ایسے رتبہ عالی کو دیکھا
جب سارے آسماں ہوئے زینہ رسول کا

یہاں یہ بات ذہن نشین کرتے چلئے کہ جو لوگ حضور a کا کلمہ نہیں پڑھتے وہ بھی آپ a کی ان سجایا ومزایا وشیم کے مداح ہیں جن کا ثبوت ولزوم حضور a کے نام نامی اسم گرامی کے معنی اور ذات بابرکات سے بدرجہ

اتم عیاں ہے۔ چنانچہ امر چند قیس جالندھری یوں مداح سرا ہے کہ۔

جناب موسیٰ کلیم تھے میں بھی مانتا ہوں کلیم ان کو
میرے پیغمبر کا رتبہ یہ ہے جلیس بھی ہے کلیم بھی ہے

پھر اور دیکھئے۔ کالیکا پرشاد یوں نغمہ سرا ہے کہ

چاند سورج کوکوئی میرے ہاتھوں پہ لادے
کونین کی دولت میرے دامن میں چھپا دے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے؟
نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگالے

ایک مداح سرا آپ کی مدحت میں یوں نغمہ سرا ہے

کہکشاں ہے تیرے رہوار مقدس کا غبار
تیرے نقش پائیں فردوس بریں کے لالہ زار

(فلسفۂ سیرت خاتم الانبیاء فی ضوء القرآن واحادیث المصطفیٰ از سید تصدق علی بخاری ص ۱۸۵)

چارروزہ ردّ قادیانیت کورس سکھر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام چارروزہ رد قادیانیت کورس ۳ تا ۶ ر مارچ کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نزد معصوم شاہ مینارہ سکھر میں ہوا، جس میں پہلے دوروز مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے ظہور امام مہدی اور دوسرے روز حیات عیسیٰ پر مدلل درس دیا اور سامعین کو نکات قلم بند کروائے۔ اس کے علاوہ پہلے دن گیارہ بجے جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن للبنات ہری مسجد نواں گوٹھ سکھر طالبات کے لئے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت پر لیکچر دیا، جس میں ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کی مسلمانوں کی تاریخی محنت اور قربانیوں کا تذکرہ کیا گیا جبکہ دوسرے روز گیارہ بجے مفتی راشد مدنی کا بیان جامع مسجد عثمانیہ بیراج کالونی کے طلبا و طالبات کے لئے ہوا جس کی سرپرستی مولانا مفتی نذیر احمد نے فرمائی جو کہ جامعہ کے مدیر اور مسجد کے خطیب ہیں۔ کورس کے تیسرے روز تقریری مقابلہ کا اہتمام کیا گیا جس کی سرپرستی مولانا بشیر احمد مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔ ۱۴ ر مقررین نے ''تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان سے سندھی، اردو دونوں زبانوں میں تقاریر کیں۔ مقررین کا جذبہ قابل دید تھا۔ اس مقابلہ میں مولانا قمرالدین ملانو مدیر جامعہ خدیجۃ الکبریٰ مولانا عبیدالرحمٰن مدرس یوسف مسجد تبلیغی مرکز و لیکچرار پبلک اسکول اور مولانا قاری غلام سرور خطیب فیصل مسجد نے منصفین کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس مقابلہ کا پہلا انعام محمد طیب میکھو، دوسرا انعام عبدالواجد، جبکہ تیسرا انعام الٰہی بخش نے حاصل کیا۔ ان تینوں کو انعامات ۷ ر مارچ کو مرکزی جامع مسجد سکھر میں ختم نبوت کانفرنس کے دوران دیئے گئے، حسن اتفاق کہ تینوں مقررین کا تعلق سکھر کی مشہور درسگاہ جامعہ اشرفیہ سے تھا، جس پر مولانا قاری خلیل احمد بندھانی ناظم جامعہ اشرفیہ کو مبارکباد پیش کی گئی۔

ایمان اور کفر کا معیار ...... قرآن وحدیث کی روشنی میں!

حضرت مولانا خالد محمود ایم۔اے!

بے شمار فکری ونظریاتی اختراعات کے انبار نسل انسانی کی گمراہی کا سبب بن رہے ہیں۔ مگر ان خوش نصیب لوگوں کے استثناء کے ساتھ جو ہمیشہ سے بنیاد دین پر ہی مستقیم ہیں۔ ایمان وکفر کے مابین حد فارق کتنی نازک اور خطرناک ہے۔ اہل علم اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ موجودہ عہد میں جدید فکری ونظریاتی رجحانات نے ایمان وکفر کی اصطلاحات بھی تبدیل کر دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گروہ انسانی حقیقت شناسی کے برعکس واہموں کے سراب میں بھٹکتا پھر رہا ہے۔ زیر نظر تحریر میں اسی اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے، ایمان وکفر کے معیار کے عنوان سے علماء وطلباء اور عامتہ الناس کی رہنمائی کی گئی ہے۔ اس علمی وتحقیقی تحریر کا صرف یہ امتیاز ہی کافی ہے کہ اسے عہد حاضر کی مستند علمی وتحقیقی شخصیت حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہ نے سپرد قلم کیا ہے۔ (مدیر)

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ الفاظ کے اصل معنی وہی ہوتے ہیں جن کے لئے انہیں وضع کیا گیا ہو۔ لیکن بیان کے حسن وکمال کے لئے جب توسع ومجاز کا دروازہ کھل جاتا ہے، تو وہی الفاظ اس مفہوم کے ادا کرنے کے لئے بھی استعمال ہونے لگتے ہیں۔ جس کے لئے وہ وضع نہیں ہوئے۔ ہاں! ان دونوں معنوں میں کسی نہ کسی مناسبت کا ہونا ضروری ہے۔ حقیقت ومجاز کا یہ تقابل شروع سے ہی چلا آرہا ہے اور دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جس میں اصل وتوسع کی یہ معرکہ آرائی موجود نہ ہو۔ پھر جس طرح الفاظ کی یہ وضع بلحاظ لغت ہوتی ہے، بلحاظ شرع بھی ہوتی ہے اور لغوی حقیقت ومجاز کی طرح شرعی حقیقت ومجازی بھی قائم ہونے لگتے ہیں۔ جیسے لفظ ''شیر'' جب ایک مخصوص درندہ کے لئے استعمال ہوگا، تو حقیقت ہوگا اور جب شجاعت کے مناسبت سے ایک بہادر شخص کے لئے بولا جائے گا، تو مجاز ہوگا۔ لیکن حقیقت ومجاز کا یہ تقابل بلحاظ لغت ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح شریعت میں بھی حقیقت ومجاز کا سلسلہ ہے۔ لفظ نماز کو لیجئے۔ محاورہ شریعت اسلامیہ میں یہ ایک مخصوص عبادت کے لئے وضع ہے۔ جب اس کے لئے استعمال ہوگا تو حقیقت شرعی ہوگا نہ کہ حقیقت لغوی۔ کیونکہ لغت میں اس کے معنی صرف دعا کرنے کے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص بعد نماز عصر مغرب کے انتظار میں بیٹھا ہو، اور کوئی انتظار نماز پر ثواب نماز ملنے کی ''مناسبت'' سے اس کے متعلق یہ کہہ دے کہ نماز میں ہے تو لفظ نماز کا یہ استعمال بالکل درست ہوگا۔ لیکن نماز کے یہ معنی مجاز شرعی ہوں گے۔ کیونکہ اس مقام پر لفظ نماز ان معنوں کے لئے استعمال ہوا ہے جس کے لئے محاورۂ شریعت میں اس کی وضع نہیں ہوئی۔

پس جب بعض الفاظ کثرت استعمال اور شہرت عام میں اصطلاح بن جاتے ہیں تو وہ اصطلاحات بھی بلحاظ لغت ہوتی ہیں، کبھی بلحاظ شرع اور کبھی باعتبار عرف۔ پھر ان مختلف اعتبارات کی وجہ سے حقیقتیں اور مجازات مختلف

ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ ان مختلف دائروں میں مختلف مفہوم ادا کرنے کے لئے گھومتا چلا جاتا ہے تو ان تمام اصطلاحات کو جن میں تخاطب ہو رہا ہے، اور ان سب دائروں کو جن میں حقیقت ومجاز کا چکر چلتا ہے پیش نظر رکھنا اور موضوع کے ان تمام اتار اور چڑھاؤ پر دسترس ہونا ازبس ضروری ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے سامنے جب یہ شبہ پیش کیا گیا کہ قرآن مجید میں ''محل نکاح'' نساء کو فرمایا ہے۔ مثلاً ''فانکحوا ما طاب لکم من النساء'' اور نساء مخصوص ہے بالغات کے ساتھ۔ تو اس پر حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: ''اگر اس کا حقیقت لغویہ ہونا بھی ثابت ہو جائے مگر حقیقت شرعیہ ہونے میں کلام ہے اور حقیقت ومجاز میں وہی اصطلاح معتبر ہے جس میں تخاطب ہو۔'' قرآن مجید میں جو احکام صغیرات اور کبیرات کو عام ہیں ان میں جابجا لفظ نساء ہی وارد ہے۔ مثلاً ارشاد ہے: ''لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیراً منھن (حجرات)'' ﴿مردوں کو مردوں سے تمسخر کرنا چاہئے، شاید وہ ان سے اچھے ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں سے شاید وہ ان سے اچھی ہوں۔﴾

''فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک (نساء)'' ﴿پھر اگر وارث اولاد میں عورتیں ہوں دو سے زیادہ تو ان کو میت کے ترکہ سے دو ثلث ملے گا۔﴾ ظاہر ہے کہ ان دونوں حکموں میں بالغات وغیر بالغات میں کوئی فرق نہیں۔ (بوادر النوادر ج۲ ص۵۵۵)

کیونکہ معانی کا ادراک ان فروق کی ممارست کے بغیر بعض اذکیا کو بھی بمشکل ہی ہوتا ہے۔ منجملہ ان الفاظ کے جو اس نادانی اور ظلم وستم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ ایمان وکفر کے الفاظ بھی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کبھی حقیقت لغوی میں، کبھی مجاز لغوی میں، کبھی حقیقت شرعی، کبھی مجاز شرعی وغیرہا من الاطلاقات میں وارد ہے۔ جہاں تک ان الفاظ کی بنیادی حیثیت کا تعلق ہے۔ یہی جان لینا کافی ہے کہ میدان آخرت میں جو انجام ہر انسان کو پیش آنے والا ہے اس کی بنیادی اینٹ یہی وہ مفہوم ہیں جن کے بارے میں ذرا سی تغافل شعاری اور سہل انگاری آخرت میں ذلت ورسوائی کا موجب ہوسکتی ہے۔ پس جب کہ ایک ایمان کی ماہیت ہے۔ کچھ اس کے ارکان ہیں۔ کچھ اس کی شرائط ہیں اور بہت سی علامات ہیں تو جسے اپنے کفر پر پردہ فریب ڈالنا ہو، یا اپنے اسلام کے بارہ میں خوش فہمی کا شکار رہنا ہو وہ اپنی عملی زندگی میں ایمان کی کچھ علامات اختیار کر کے اس بات کا خواہشمند ہوتا ہے کہ اس میں ایمان کی ماہیت کو ثابت مانا جائے۔ حالانکہ ایمان کی ہیئت کچھ اور ہے اور اس کی علامات کچھ اور ہیں۔ اس دور الحاد میں جب کہ عدالت پر اسلام کا قبضہ نہیں رہا اور مسلمانوں کی دولت ایمان پر طرح طرح کے ڈاکے ڈالے جارہے ہیں۔ امت اسلامیہ فتن عظیمہ کا شکار ہوچکی ہے اور باطل عناصر ان علماء (جن کا سلسلہ اسناد متصل طور پر صاحب رسالت تک پہنچتا ہے) کی اعتمادی حیثیت کو ضائع کرنے کی آخری بازی لگا چکے ہیں۔ ہر شخص اپنی مطلب براری کے لئے جو چاہتا ہے اسلام کی اور مسلمان کی تعریف بیان کر رہا ہے۔ جسے مسلمان کہنا ہو۔ محض ایک ادنیٰ علامت اسلام سے خواہ ایمان کی حیثیت قطعی طور پر مفقود ہی کیوں نہ ہو، اسے مسلمان قرار دیا جاتا ہے اور جسے کافر کہنا ہو اس کے کلام میں چھوٹے سے چھوٹا احتمال بھی ضائع نہیں جانے دیا جاتا۔ خواہ ایمان کی ماہیت اس میں برقرار ہی کیوں نہ ہو۔ غرضیکہ عوام الناس اب بدون علمائے کرام پر اعتماد کرنے کے صحیح تعیین بھی نہیں کر سکتے کہ مسلمان کون ہیں اور اس کی

تعریف کیا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کا وہ طبقہ جسے مغرب کی ساحرانہ دلکشی نے علوم سماوی کی طالب علمی کا بہت کم موقع دیا ہے۔ جب اپنے ترقی یافتہ ہونے کے غلط تصور میں کسی مستند رہنما کے بغیر اسلامی لٹریچر کا از خود مطالعہ کرتے ہیں، وہ جب اسلام وکفر کے ان بنیادی الفاظ کو مختلف پیرایوں میں مستعمل دیکھتے ہیں تو مختلف نتائج نکال کر نئے نئے اختلافات کا پیش خیمہ بنتے رہتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قوم یقین محکم کے جادہ سے ہٹ کر تذبذب کی خاردار وادی میں بھٹکنے لگی۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ ہر چیز کی ایک ماہیت ہوتی ہے۔ کچھ اس کے ارکان ہوتے ہیں۔ کچھ علتیں ہوتی ہیں۔ کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ کچھ شروط ہوتی ہیں اور کچھ علامات ہوتی ہیں۔ جو چیز کسی شئے سے متعلق ہوگی تو اگر اس کی حقیقت میں داخل ہوگی تو رکن کہلائے گی اور حقیقت سے خارج ہونے کی صورت میں اگر وہ اس شئے میں صرف مؤثر ہوگی تو اسے علت کہیں گے۔ اگر مؤثر نہ ہوگی تو بایں صورت کہ وہ اس تک پہنچانے والی ہے سبب کہلائے گی اور بایں صورت کہ وہ اس شئے تک پہنچنے والی نہیں بلکہ اس پر دارومدار ہے۔ تو اسے شرط کہا جائے گا اور بایں صورت کہ نہ سبب ہو اور نہ شرط اسے علامت کہیں گے۔ مثلاً نماز جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اس کی ماہیت میں رکوع وسجود وغیرہ داخل ہیں۔ یہ اس کے ارکان ہیں۔ وقت اس کا سبب ہے۔ وضو اس کی شرط ہے اور اذان جو نہ ماہیت میں داخل ہے، نہ علت ہے نہ سبب اور نہ ہی شرط نماز کے لئے بمنزلہ علامت ہے۔

(ملخصاً کما فی ردالمحتار ج۱ ص۳۷۳ مصر)

اسی طرح ایمان کی ایک حقیقت ہے جس کے کچھ ارکان ہیں۔ اسی طرح اس کے لئے چند علتیں اور اسباب ہیں۔ کچھ شرطیں بھی ہیں اور بہت سی علامات بھی ہیں۔ اگر کسی شخص میں ایمان کی حقیقت ہی مفقود ہو اور وہ ظاہری طور پر بہت سی علامات پیدا کر لے، اسے مؤمن قرار دینا بہت بڑا جرم اور بہت بڑی خیانت ہوگی۔ اسباب شرائط اور علامات وغیرہا سب اصل کے تابع ہوں گے۔ اگر اصل موجود ہے تو ان کا بھی اعتبار ہوگا اور اگر اصل موجود نہیں تو ان علامات کو کچھ بھی اہمیت حاصل نہ ہوگی۔ ہاں اگر اصل کے متعلق نفیاً یا اثباتاً ہمیں کچھ معلوم نہ ہو تو محض علامات اسلام کا اظہار ہی ہمیں اس بات کا مکلف کر دیتا ہے کہ ہم اسے کافر نہ کہیں۔ مثلاً جو شخص اپنے مسلمان ہونے کو السلام علیکم سے ظاہر کرے اسے کافر نہ کہا جائے گا۔

”ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا“ ﴿اور تم اس شخص کو جو تمہیں سلام کہے یہ نہ کہو کہ تو مؤمن نہیں۔﴾ لیکن اگر کوئی شخص جس کے کفریہ عقائد کا آپ کو یقینی علم ہو خواہ لاکھ دفعہ بھی السلام علیکم کہے اسے دائرہ اسلام میں نہیں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ السلام علیکم ایمان کی علامت ہے حقیقت نہیں۔ پس جب حقیقت مفقود ہوگی علامت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ کیونکہ اس شکل میں یہ علامت اسلام نہیں دھوکہ اور فریب ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں ان لوگوں کو جن کا کفر ثابت اور معلوم ہو باوجود السلام علیکم کہنے کے ”کافر“ اور ”غیر مسلم“ ہی سمجھا گیا ہے۔ ”عن انس بن مالکؓ ان رسول اللہ a قال اذا سلم علیکم اہل الکتاب فقولو وعلیکم“ ﴿حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ a نے ارشاد فرمایا جب اہل کتاب تمہیں ”السلام علیکم“ کہیں تو تم صرف ”وعلیکم“ ہی کہا کرو۔﴾ (صحیح مسلم ج۲ ص۲۱۳، صحیح بخاری ج۲ ص۹۲۵)

”عن انسؓ ان اصحاب النبی a قالوا للنبی a ان اہل الکتاب یسلمون علینا

فکیف نرد علیھم قال قالوا وعلیکم ’’﴿حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور a کے صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ اہل کتاب ہمیں سلام کہا کرتے ہیں تو ہم کیسے جواب دیا کریں؟ آپ a نے فرمایا کہ تم صرف وعلیکم ہی کہا کرو۔﴾ (صحیح مسلم ج۲ص۲۱۳)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ‘‘پڑھ لے،وہ مسلمان ہے۔یہ ٹھیک ہے کہ اس کا کلمہ پڑھنا اس کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔لیکن اس وقت جب کہ وہ کوئی کفریہ عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ایک شخص کلمہ پڑھتا ہے اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ شراب حلال ہے۔بہن سے نکاح جائز ہے تو کیا اس کے کافر ہونے میں کسی کو کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔کیونکہ یہ اعتقاد بالاتفاق کفر ہے۔پس اس کے ہوتے ہوئے اس کے کلمہ پڑھنے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے بھی ان لوگوں کے کلمہ کا کوئی اعتبار نہیں فرمایا جو کفریہ عقائد رکھتے ہوئے اظہار اسلم کرتے تھے۔

۱...... ’’ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الأخر وماھم بمؤمنین (بقرہ)‘‘

۲...... ’’اذا جآءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ...... واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون (منافقون)‘‘’’اوران لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخرت پر۔حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں۔‘‘

’’جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ جانتے ہی ہیں کہ آپ اس کے رسول ہیں،باوجود اس کے اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔‘‘پس ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایمان کی حقیقت،اس کے ارکان،اس کی شروط اور اس کی علامات پر پوری نظر رکھتا ہو،تاکہ ان کا باہمی اشتباہ اسے کسی ملحد یا مرتد کے دام فریب میں نہ الجھا سکے۔

حکیم منظور احمد زیروی کی وفات

رفیق دواخانہ کے روح رواں حضرت مولانا محمد رفیق زیرویؒ کے فرزند چیچہ وطنی شہر کے معروف طبیب جناب حکیم منظور احمد مورخہ ۷؍اپریل کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب کا مطالعہ ان کی فطرت بنی ہوئی تھی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عبدالحکیم نعمانی،مولانا کفایت اللہ حنفی،مفتی محمد یاسر بشیر جالندھری نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور پسماندگان سے تعزیت کی۔

جناب مفتی محمد شیراز کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پیر محل کے امیر اور العصر تعلیمی مرکز کے مدیر مفتی محمد شیراز کے والد محترم حاجی محمد شفیع یکم اپریل کو انتقال فرماگئے۔مغرب کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ العصر تعلیمی مرکز کے گراؤنڈ میں خود مفتی محمد شیراز صاحب نے پڑھائی۔نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علماء،طلباء شریک ہوئے۔حاجی صاحب انتہائی نیک،صالح،متقی،پرہیزگار انسان تھے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین!

معارف خطبہ نکاح!

قسط نمبر:3　مولانا محمد یوسف خان!

نصیحت آموز واقعہ

ایک بہت قابل آدمی ایک دن کہنے لگے کہ مولانا یہ سورۃ یٰسین پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟ یہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟ بہت قابل آدمی فزکس کے پروفیسر ہیں۔ میں نے کہا کہ میں جواب دے دوں گا۔ کچھ دن گزر گئے۔ پھر ایک دفعہ ملے تو کہنے لگے کہ مولانا! آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا انشاء اللہ دے دوں گا۔ شادی ہوگئی۔ اللہ نے اولاد دے دی۔ پھر ایک دفعہ ملے تو کہنے لگے کہ مولانا! آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا انشاء اللہ وقت آنے پر جواب دوں گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کا چھ مہینے کا بچہ تھا اس کو نمونیہ ہوگیا۔ ڈاکٹروں نے کچھ دوائیں دیں اور کہا کہ چھوٹا بچہ ہے۔ ہم اسے زیادہ میڈیسن نہیں دے سکتے۔ آپ اللہ سے دعا کریں۔

ایک دن صبح فجر کے بعد دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کہ خیریت ہے؟ کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ میں ابھی نماز پڑھ کر آیا ہوں۔ میں نے سوچا آپ سے مل لوں۔ میرا بچہ بیمار ہے۔ کل میں نے سورہ یٰسین پڑھوائی ہے۔ آیت کریمہ بھی پڑھوا رہا ہوں۔ بچہ بہت بیمار ہے، دعا فرمادیں۔ میں نے کہا کہ یہ ویسے ہی مولویوں نے بنایا ہوا ہے کہ آیت کریمہ پڑھنے سے یہ ہوتا ہے۔ سورہ یٰسین پڑھنے سے یہ ہوتا ہے۔ آپ جائیں اور کسی اچھے سے ڈاکٹر کو دکھائیں۔ آپ کا بچہ ٹھیک ہوجائے گا۔ فوراً بات پروفیسر کے ذہن میں کلک کرگئی۔ کہنے لگا کہ معذرت چاہتا ہوں، غلطی ہوگئی۔ میں نے کہا جواب مل گیا؟ کہنے لگا کہ ہاں مل گیا ہے۔ یا تو اللہ اس کو جھنجوڑ دے اللہ اپنی قدرت دکھا دے۔ پھر بڑے بڑے قابل لوگ جب ان کے اندر یہ بات ہوجاتی ہے تو ان کو یہ جملہ سمجھ آجاتا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ پھر گھروں میں جائے نمازیں بچھ جاتی ہیں۔ ہاتھوں میں تسبیح آجاتی ہے۔ وہ الگ بات ہے کہ مریض کے ہسپتال سے واپس آنے تک یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ پھر زندگی پلٹ جاتی ہے۔ کاش کہ وہ جائے نمازیں جو بچھی تھیں۔ جو ہاتھوں میں تسبیحاں تھیں، وہ زندگی میں ذرا اور بھی لمبی ہوجاتیں تقویٰ والی زندگی ہی کامیاب زندگی ہے۔

جب جائے نمازیں بچھتی ہیں، تسبیحاں ہاتھوں میں آتی ہیں۔ اس وقت اس آیت کی تفسیر کو سمجھیں اس وقت یہ بٹن بھی بند اور فلاں بھی بند۔ بچوں کو ڈانٹتے ہیں کہ تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ باپ ہسپتال میں بیمار ہے اور تم یہ کیا لگا کر بیٹھے ہو۔ بند کرو اس کو۔ اس وقت کیا ہوتا ہے؟ اللہ کا ڈر ہوتا ہے جو قادر مطلق ہے۔ اس کی اگر ہم نافرمانی نہیں کریں گے تو ماں ٹھیک ہوجائے گی، بیٹا ٹھیک ہوجائے گا۔ آگے فرمایا: ''ولا تموتنّ الا وانتم مسلمون'' ﴿اور تم ہرگز نہ مرنا مگر اسلام کی حالت میں۔﴾ یعنی زندگی کی آخری حالت تک زندگی کے آخری سانس تک، دیکھو اسلام کے ساتھ جڑے رہنا، یہ دلہا اور دلہن کو نصیحت کی جارہی ہے۔

زبان کی حفاظت

اور تیسری اور آخری آیت جو خطبے میں پڑھی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے:"یاایها الذین امنوا اتقوا اللّٰہ وقولوا قولا سدیدا، یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم ومن یطع اللّٰہ ورسوله فقد فاز فوزا عظیما "﴿اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو﴾ تیسری آیت میں پھر یہی جملہ ہے آپ غور فرمائیں کہ نکاح کے خطبے میں تین آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تینوں میں اللہ کا ڈر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر فرمایا" وقولوا قولا سدیدا "﴿اور درست بات کہو سیدھی بات کہو۔﴾ دلہا اور دلہن کا نکاح ہو رہا ہے۔

تمام رشتہ دار موجود ہیں۔ آیت کیا پڑھ کے سنائی جارہی ہے اپنے بول کو درست کرلو۔ اگر تم نے گھر کو بسانا ہے دیکھو آج سے تمہارا گھر بسنا شروع ہوا ہے۔ تم میاں بیوی بن رہے ہو اور دو خاندان جڑ رہے ہیں۔ لہٰذا اپنے بول کو درست کرلو۔ اپنے بول کو درست کرنے کا کیا فائدہ ہوگا وہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

" قول سدید" علماء نے لکھا ہے کہ ایسے بول کو کہتے ہیں۔ اس بات کو کہتے ہیں جس میں زبان کا کوئی عیب موجود نہ ہو۔ اس میں غیبت نہ ہو، اس میں بہتان نہ ہو۔ اس میں جھوٹ نہ ہو، چغل خوری نہ ہو۔ اس میں کسی کا دل کا دکھانا نہ ہو تو ایسا بول اگر انسان بولتا ہے تو اس کے سارے اعمال درست ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر انسان کا بول اپنی گھریلو زندگی کے اندر درست نہ ہو تو پھر اس کے اعمال درست نہیں رہتے۔ پھر حالات درست نہیں رہتے۔ پھر اس چھوٹی سی زبان کی وجہ سے گھر اجڑ جاتے ہیں۔ پھر رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ پھر دلوں میں دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر دلہا اور دلہن اور دونوں کے خاندان والے اپنی زبان سنبھال کر رکھیں۔

انسان کی زبان اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ اس زبان کو اگر انسان ڈھنگ سے استعمال کرے تو وہی زبان گھروں کو سنوارنے والی ہوتی ہے اور اگر اسی زبان کو انسان بے ڈھنگے طریقے سے استعمال کرے تو یہی زبان رشتوں کو اور گھروں کو اجاڑنے والی ہوتی ہے۔ یہ زبان ایک ایسی چیز ہے کہ دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور دلوں کو توڑتی بھی ہے۔ بیویوں کو بھی بات سمجھانی ہوگی اور مردوں کو بھی ایک بات سمجھانی ہوگی کہ یہ جو چھوٹی سی زبان چلتی ہے۔ اس کے اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں۔ حضرت علیؓ کا ایک شعر ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ زبان کیا چیز ہے۔

جراحات السنان لها التیام ولا یلتام ماجرح اللسان

یعنی نیزوں کے زخم تو مندمل ہو جاتے ہیں۔ لیکن زبان جو زخم لگاتی ہے وہ مندمل نہیں ہوتے۔

دیکھیں نکاح کے موقع پر اللہ کیا کہہ رہا ہے۔ دیکھو تم اس رشتے میں جڑ رہے ہو اپنی زبان کو سنبھال کر رکھنا۔ وہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

دلہا اور دلہن بھی یہی چاہتے ہیں اور ان کے والدین بھی یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کرے یہ ہمارے نوجوان بیٹے اور بیٹیاں جو دلہا اور دلہن بن رہے ہیں۔ یہ کامیاب زندگی گزاریں۔ دلہا اور دلہن کی بھی یہ آرزو ہے کہ ان کی زندگی کامیاب گزرے۔ ان کے ماں باپ کی بھی یہی خواہش ہے کہ ان کی زندگی کامیاب گزرے۔

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی c

حیات وخدمات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے جد اعلیٰ جناب قاضی محمد سلطانؒ بانی شجاع آباد نواب شجاع کے اساتذہ میں سے تھے۔ جب نواب صاحب نے شجاع آباد شہر بسانے کا ارادہ کیا تو جناب قاضی محمد سلطانؒ کے مشورہ سے قصبہ کا نام شجاع آباد رکھا اور شہر کے وسط میں عالیشان مسجد تعمیر کرائی اور جناب قاضی صاحبؒ موصوف کو اس کا امام وخطیب مقرر کیا اور ایک وسیع وعریض عیدگاہ بھی تعمیر کرائی اور جناب قاضی صاحبؒ ہی اس کے خطیب مقرر ہوئے۔ اسی دور سے شاہی مسجد اور شاہی عیدگاہ کا انتظام وانصرام خطابت وامامت قاضی خاندان میں چلی آرہی ہے۔ جناب قاضی محمد سلطانؒ کے بعد حضرت مولانا قاضی حبیب اللہؒ ایک جید عالم دین گزرے ہیں۔ ان کے دو بیٹے ہوئے۔ حضرت مولانا قاضی غلام یاسینؒ اور حضرت مولانا قاضی محمد امینؒ۔ حضرت مولانا قاضی غلام یاسینؒ بھی اپنے زمانہ کے بڑے عالم دین' جرأت مند وبہادر خطیب گزرے ہیں۔ موصوف حضرت مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ کے والد محترم تھے۔ حضرت مولانا قاضی محمد امینؒ بھی ایک اچھے اور جید عالم دین تھے۔

۱۹۰۸ء میں موصوف کے ہاں ایک بچے نے آنکھ کھولی۔ جس کا نام احسان احمد رکھا گیا۔ احسان احمد نے ابتدائی تعلیم اپنے والد اور چچا سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ سکول میں بھی زیر تعلیم رہے۔ بعد ازاں پرانا ملتان روڈ کے مغربی جانب واقع قصبہ خان پور قاضیاں میں حضرت مولانا اللہ وسایاؒ سے علم حاصل کیا۔ جبکہ حدیث وتفسیر کی کتب حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سے پڑھیں۔ جب قاضی احسان احمد کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی تو ۱۹۲۶ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ملتان تشریف لائے تو بادشاہی مسجد شجاع آباد کے خطیب حضرت مولانا قاضی محمد امینؒ اپنے ہونہار فرزند کے ساتھ ملتان تشریف لائے۔ مشہور احراری کارکن جناب ملک عبدالغفور انوریؒ کی وساطت سے حضرت شاہ جیؒ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مولانا قاضی محمد امینؒ نے حضرت شاہ جیؒ کو شجاع آباد تشریف لانے اور خطاب کرنے کی دعوت دی۔ حضرت شاہ جیؒ نے دوسری مرتبہ ملتان تشریف آوری پر شجاع آباد آنے کا وعدہ کرلیا۔ دوسال بعد جب حضرت شاہ جیؒ ملتان تشریف لائے تو شجاع آباد تشریف لانے پر آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ حضرت شاہ جیؒ کے شاہی مسجد شجاع آباد میں ولولہ انگیز خطاب نے حضرت مولانا قاضی محمد امینؒ کو اتنا متاثر کیا کہ انہوں نے اپنے اکلوتے فرزند ارجمند کو حضرت شاہ جیؒ کے قدموں میں ڈال کر عرض کیا کہ میرے پاس اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت شاہ جیؒ نے اس سوغات کو قبول فرمالیا۔ حضرت شاہ جیؒ کی صحبت اور فیضان نظر نے قاضی احسان احمدؒ کو عظیم خطیب بنادیا۔ نوجوان قاضی احسان احمدؒ نے حضرت شاہ جیؒ کا اتنا قرب حاصل کیا کہ جب ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو نوجوان قاضی احسان احمدؒ کم عمر ہونے کے باوجود مجلس احرار ضلع ملتان کے صدر چن لئے گئے۔

ایک عجیب وغریب واقعہ

حضرت قاضی صاحبؒ جب خانپور قاضیاں میں حضرت مولانا اللہ وسایاؒ کے ہاں زیر تعلیم تھے تو جنگلوں سے جانوروں کے اوپلے (خشک گوبر) چن کر لاتے اور استاذ محترم کے لئے سردی کے موسم میں نماز تہجد کے لئے پانی گرم کرکے دیا کرتے۔ ایک رات سخت سردی پڑ رہی تھی اور بوندا باندی بھی ہو رہی تھی تو استاذ محترم نماز تہجد کے لئے بیدار ہوئے اور آواز دی کہ احسان احمد! تو حضرت قاضی صاحبؒ نے جی استاد جی! کہہ کر جواب دیا اور وضو کے لئے پانی کا لوٹا پیش کر دیا۔ بلکہ استاذ محترم کو خود وضو کرانے کے لئے جب ہاتھ پر پانی ڈالا۔ سخت ترین سردی میں گرم پانی اللہ پاک کی نعمت ہوتی ہے۔ استاذ محترم کے دل سے دعا نکلی اور سرائیکی زبان میں فرمایا کہ احسان احمد: ”میں تیں تے راضی ہاں۔ خدا راضی تھیوی۔ اک وقت آسی کہ بادشاہ تیڈیاں جتیاں سدھیاں کریسن“ (میں تجھ سے راضی ہوں۔ اللہ پاک راضی ہو جائیں۔ ایک وقت آئے گا جب بادشاہ تیری جوتیاں سیدھی کریں گے) حضرت قاضی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں والئی قلات نواب احمد یار خان کی دعوت پر قلات گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر جب جوتیاں پہننے کے لئے آگے بڑھا تو نواب صاحب نے آپ کی جوتیاں اٹھا کر سیدھی کر دیں۔ گویا آپ کے استاذ محترم کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

قادیان کانفرنس

مجلس احرار اسلام میں شمولیت کے بعد آپ پورے ہندوستان کے اجتماعات میں مدعو ہونے لگے۔ مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۴ء میں قادیان میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا اعلان کیا۔ جس کے اجتماع کو کنٹرول کرنے کے لئے پورے ہندوستان سے ہزاروں باوردی رضا کار شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کے افتتاح کے لئے رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے حضرت قاضی صاحبؒ کا نام تجویز کیا۔ جبکہ کانفرنس میں برصغیر کے سینکڑوں علمائے کرام ومشائخ عظام شریک تھے۔

باپ اور بیٹے کی وفات

حضرت قاضی صاحبؒ کو اللہ پاک نے ایک ہی بیٹا عطا فرمایا۔ جب اس کی وفات ہوئی آپ تبلیغی پروگراموں میں نکلے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے بیٹے کو لحد میں نہ اتار سکے۔ اسی طرح ۱۹۵۳ء کی تحریک کے دوران آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا تو آپ بوڑھے والد کے جنازہ کو کندھا دے سکے اور نہ آخری دیدار نصیب ہوا۔ پیرول پر رہائی آپ کا قانونی حق تھا۔ لیکن اس وقت کے حکمرانوں نے درخواست کے باوجود رہا نہ کیا۔ حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ لکھتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا قاضی محمد امینؒ کی وفات کی خبر وحشت اثر جیل میں پہنچی تو آپ شجاعت واستقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے۔ صبر، حوصلہ اور استقلال کی کیفیات دیکھ کر ہمارے ایمان تازہ ہو گئے۔ ہم تعزیت کناں تھے اور حضرت قاضی صاحبؒ کی زبان پر اس وقت مولانا ظفر علی خانؒ کے اشعار تھے:

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی اور برادر بھی فدا
اے شہہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

یہ سب کچھ ہے گوارا پر دیکھا جا نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے

اتحاد بین المسلمین

حضرت قاضی صاحبؒ اپنے مسلک پر راسخ العقیدہ ہونے کے باوجود کسی فرد یا فرقہ کے خلاف غلط بات نہ کہتے۔ کسی کو گالی ہرگز نہ دیتے۔ بڑی میٹھی تنقید کرتے۔ مگر اخلاق کو زبان وہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ فرقہ واریت سے بڑی حکمت عملی کے ساتھ اپنا دامن بچائے رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام طبقات آپ کا احترام کرتے اور اسی وجہ سے حضرت قاضی صاحبؒ کے جنازہ میں تمام طبقات نے شرکت کی۔

حضرت قاضی صاحبؒ ابتداء میں ہی تقریر کا رنگ جما دیتے۔ تقریر اکثر کھڑے ہو کر فرمایا کرتے۔ سر پر سفید رومال ہوتا۔ جب تقریر کے دوران رومال سر سے ہٹتا تو سر کے بال عجیب سماں باندھ دیتے۔ بال چمکتے تو خطابت میں جولانی آجاتی۔ توحید رسالت' عظمت صحابہ واہل بیتؓ ' عظمت قرآن' حجیت حدیث اور حالات حاضرہ پر اصلاحی گفتگو فرماتے۔ انگریز اور قادیانیت دشمنی رگ وریشہ میں رچ بس چکی تھی۔ رحمت دو عالم a کے ذکر خیر پر چہرہ مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ حضرت قاضی صاحبؒ فرسٹ کلاس میں سفر کرتے اور فرسٹ کلا میں سفر کرنے کی حکمت بتلاتے ہوئے فرماتے کہ چونکہ اس کلاس میں بزعم خویش بڑے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کی فرعونیت ختم کرنے اور انہیں ان کی حیثیت یاد دلانے کے لئے سفر کرتا ہوں۔

قید و بند کی صعوبتیں

حضرت قاضی صاحبؒ نے استخلاص وطن اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سالہا سال جیل میں گزارے۔ بڑے بڑے اعزہ واقارب کے جنازے اٹھے جو ماحول کو افسردہ کر گئے۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی۔

حضرت شاہ جیؒ کا تحریری سرمایہ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے کہا گیا کہ کوئی تحریری سرمایہ چھوڑ جایئے۔ قلم سے اتنی دوری کا فقد اور قلم سے محرومی تصور کی جارہی ہے۔ فرمایا کہ میری کتابیں قاضی احسان احمدؒ اور آغا شورش کشمیریؒ ہیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ کو سینکڑوں اشعار ازبر تھے جنہیں آپ تقریر کے دوران نگینوں کی طرح جڑتے چلے جاتے اور یہی حال عام مجلس کا بھی تھا۔ اکبر الہ آبادی مرحوم اور علامہ اقبال مرحوم کے حافظ تھے۔ پنجابی میں وارث شاہ مرحوم اور سرائیکی میں خواجہ غلام فرید مرحوم یاد تھے۔

حضرت شاہ جیؒ کے روحانی فرزند

حضرت قاضی صاحبؒ فکر ونظر اور چہرے مہرے کے اعتبار سے ہو بہو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تصویر تھے۔ افکار ونظریات اور شکل وصورت کے اعتبار سے حضرت شاہ جیؒ کے روحانی فرزند تھے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت

تقسیم سے پہلے حضرت قاضی صاحبؒ نے مجلس احرار اسلام کے اسٹیج سے اور تقسیم کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج سے ملک کے چپہ چپہ پر پیغام پہنچایا۔۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت بنی تو اس کے بنیادی ارکان میں حضرت قاضی صاحبؒ شامل تھے۔۱۹۵۳ء کی تحریک میں آپ نے پروانہ وار حصہ لیا۔گرفتار ہوئے اور جیل میں حضرت لاہوریؒ کے ساتھ آپ کو بھی زہر دیا گیا۔اشاعت دین اسلام اور تبلیغ ختم نبوت کے لئے آپ نے یہ کچھ تک گوارا کرلیا۔اسی طرح جب حضرت قاضی صاحبؒ کے والد محترم کا انتقال ہوا تو ایک لاکھ روپے پیرول پر ضمانت کے لئے پیش کئے گئے۔لیکن اس وقت کے جابر' ظالم' سفاک اور چنگیز خان اور ہلاکو خان کے جانشین حکمرانوں نے یہ کہا کہ اگر قاضی صاحبؒ معافی مانگ لیں تو نہ صرف رہائی عمل میں آئے گی۔ بلکہ تمام کیس واپس لے لئے جائیں گے۔ راقم الحروف نے حضرت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ سے اٹک میں خود سنا۔فرمایا کہ خواجہ ناظم الدین' جنرل اعظم دولتانہ کو بتلادو کہ یہ میرے والد محترم کا جنازہ پڑا ہے۔میری والدہ' بیوی' بچیاں' خاندان' دوست احباب' کنبہ اور قبیلہ تمام کے تمام فوت ہو جائیں برداشت کرلوں گا۔لیکن رحمت دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ a کی ختم نبوت کی تحریک کے ساتھ غداری کے تصور کو کفر سمجھتا ہوں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ راوی ہیں کہ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی وفات کے بعد چھ ماہ کا وقت ایسا گزرا کہ والد محترم حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ فرماتے قاضی صاحبؒ! مجلس کی امارت سنبھال لیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ یہی بات حضرت جالندھریؒ سے کہتے کہ آپ امیر بن جائیں۔ چنانچہ چھ ماہ کے لئے عارضی طور پر حضرت جالندھریؒ امیر بنائے گئے۔ لیکن حضرت جالندھریؒ کی خواہش تھی کہ حضرت قاضی صاحبؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بن جائیں۔ لیکن قاضی صاحبؒ نہیں مانتے تھے۔ چنانچہ حضرت جالندھریؒ نے حضرت قاضی صاحبؒ کو خط لکھا کہ اپنے ترکش سے آخری تیر نکال رہا ہوں۔ انشاءاللہ العزیز نشانہ پر لگے گا۔ چنانچہ لکھا کہ میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے محسن و مربی حضرت شاہ جیؒ کا آپ کو واسطہ دیتا ہوں' آپ کے پیرومرشد حضرت رائے پوریؒ کا' واسطہ دیتا ہوں شیخ الہندؒ کی روح گرامی کا' واسطہ دیتا ہوں حضرت شاہ ولی اللہؒ کا' حضرت مجدد الف ثانیؒ کا' حضرت سیدنا خالد ابن ولیدؓ کا' حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی روح مبارکہ کا اور خود صاحب ختم نبوت a کی ختم نبوت کا کہ آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول فرمائیں۔ جب یہ خط ملا تو حضرت قاضی صاحبؒ زاروقطار رو دیئے اور فرمایا کہ واقعتاً بھائی محمد علیؒ! نے میرے لئے فرار کی کوئی راہ نہیں چھوڑی۔ یوں حضرت قاضی صاحبؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر بن گئے۔ آپ تازیست مجلس کے امیر رہے۔ بلاشبہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بعد آپ بڑے خطیب تھے۔ وہی انداز خسروانہ' وہی حاضر جوابی' وہی عشق رسول a میں ڈوبا ہوا دل' وہی سوز و گداز جو حضرت شاہ جیؒ میں موجود تھا سمٹ

کر حضرت قاضی صاحبؒ میں آ گیا اور حضرت شاہ جیؒ کے جانشین کی حیثیت سے آپ نے عوام وخواص میں حضرت شاہ جیؒ کا پیغام پہنچایا۔

علالت اور بیماری

حضرت قاضی صاحبؒ پر یرقان کا حملہ ہوا۔ لاہور کے معالج' میانوالی کے حکیم' نشتر کے ڈاکٹر' ملتان کے طبیب آپ کا علاج معالجہ کرتے رہے۔ لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ دوائیں اور دعائیں ایک ساتھ جاری رہیں۔ احباب بارگاہ الٰہی میں منتیں مان رہے تھے۔ گڑگڑا کر صحت وعافیت کی دعائیں کی جارہی تھیں۔ مگر قضاء وخدا کو یہی منظور تھا کہ سفارت اسلام کے فرائض سرانجام دینے والا یہ دھڑکتا ہوا دل ڈوب جائے' چمنستان ختم نبوت کے چہکتے ہوئے عندلیب کی مترنم آواز خاموش ہوجائے۔

آخری لمحات

آغا شورش کشمیریؒ لکھتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحبؒ نے جماعت اور گھر کے افراد کو اکٹھا کر کے انگشت شہادت سے اشارہ کیا کہ وہ دیکھو جنت الفردوس کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بلا رہے ہیں۔ تم دیکھ سکتے ہو تو دیکھ لو۔ ورنہ مجھ پر اعتبار کرو۔ فرشتے جنت کے دروازے پر میرے منتظر ہیں۔ مجھے ہنسی خوشی رخصت کرو اور پھر کلمہ شہادت پڑھا اور چارپائی پر آہستہ آہستہ لیٹ گئے اور آنکھیں بند ہوگئیں۔ یوں حضرت قاضی صاحبؒ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اور آپ ۹ رشعبان المعظم ۱۳۸۴ھ، مطابق ۲۳ رنومبر ۱۹۶۶ء، تین سال آٹھ ماہ ستائیس دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کی وفات پر ملک بھر میں سوگ منایا گیا۔ اخبارات نے اداریے لکھے۔ رسائل وجرائد نے آپ کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ لکھنے والوں نے دل کھول کر خراج عقیدت پیش کیا۔ بعض مضامین ہمیں مرثیے معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ جیل اور ریل کے آپ کے چھتیس سالہ رفیق مرزا غلام نبی جانبازؒ رقمطراز ہیں کہ:

''سرراہ شام کے پانچ بجے اطلاع ملی کہ حضرت قاضی صاحبؒ انتقال فرماگئے ہیں۔ صبح خیبر میل کے ذریعہ شجاع آباد کا سفر شروع کیا۔ خیبر میل اپنے مسافروں کو ٹھیک وقت پر پہنچا رہی تھی۔ جیسے جیسے شجاع آباد قریب آرہا تھا راستے کی ہر شے غمناک اور دکھی دکھائی دے رہی تھی۔ سرسوں کے پھول زرد چہرے لئے کھیتوں کے کنارے مرجھائے کھڑے تھے۔ آموں کے درخت شجاع آباد آنے والوں کو آخری نظر سے دیکھ رہے تھے کہ گاڑی ساڑھے تین بجے شجاع آباد پہنچی۔ تانگہ پر بیٹھتے ہی سوگواروں کا ایک دستہ ملا۔ انہوں نے کہا کہ اب کہاں جارہے ہو۔ خاک کی امانت خاک کے سپرد کردی گئی۔ دل دھک سے رہ گیا۔ زندگی کے چھتیس سال ساتھ گزارنے والے نے آدھ گھنٹہ بھی انتظار نہ کیا۔ قبرستان پہنچے۔ لاکھوں دلوں کو سلانے والا منوں مٹی کے نیچے سوگیا۔ گردوپیش کو دیکھا کہ کہیں پھول ہوں تو یار کی قبر پر چڑھاؤں لیکن وہ سب مرجھا چکے تھے۔ آخر آنسوؤں نے ساتھ دیا اور خشک دریا سے وہ طوفان امڈا کہ قبر پر پانی کے چھڑکاؤ کی حاجت نہ رہی: خدا تیری لحد پر شبنم افشانی کرے!

مولانا قاضی عزیز الرحمٰن c ...... حیات وخدمات!

مولانا مفتی محمد راشد مدنی!

ولی کامل حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی زیر سرپرستی عظیم وقدیم دینی درس گاہ جامع قادریہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس یادگار اسلاف قاضی عزیز الرحمٰن سراجی کی یاد میں منعقد کی گئی۔ عرصہ ۳۶ برس سے رحیم یار خان ختم نبوت جماعت کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن چند ماہ قبل دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ طویل عرصہ کے بعد رحیم یار خان میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر یہ عظیم ہستی اسٹیج پر موجود نہ تھی۔ جامعہ قادریہ اول دن سے مجلس ختم نبوت کے اکابرین کا میزبان ادارہ رہا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تک مفکر ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے لے کر مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے لے کر حضرت بنوریؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خان محمد تک تمام امرأ مجلس بارہا جامع قادریہ میں تشریف لائے۔ بلکہ ضلع بھر میں کسی بھی جگہ ختم نبوت کانفرنس کی صورت میں قیام ہمیشہ جامعہ قادریہ رہا۔

صاحب زہد وتقویٰ، حریت کے پیکر قاضی عزیز الرحمٰنؒ نصف صدی شہر رحیم یار خان کے باسیوں کی دینی خدمت ان کے ایمانوں کی حفاظت اور باطل فتنوں سے ٹکر لیتے لیتے حالت سجدہ میں رب العالمین کی بارگاہ میں سرخرو ہوکر چلے گئے۔ عرصہ تیس برس سے راقم الحروف شاہد ہے جب بھی حضرت قاضی صاحب کو دیکھا یا تلاوت قرآن مجید میں مشغول پایا یا نوافل وذکر اذکار میں، اہل دل اولیاء اللہ کی کتب میں مستغرق خود بھی فیض پاتے اور آنے والوں کو بھی حالات سنا کر نور ایمانی کو لو دیتے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ مومن کی موت پر زمین کا وہ حصہ بھی افسوس کرتا ہے جس پر وہ عبادت کرتا ہے اور آسمان کے وہ دروازے بھی جہاں سے اس کے اعمال صالحہ اوپر جاتے اور رزق متعین ہوکر نیچے آتا ہے۔ جامع قادریہ کے در ودیوار آج آہ وبکا میں محسوس ہوئے۔ رحیم یار خان میں موجود تقریباً تمام دینی درسگاہوں کا فیض ومنبع اسی جامعہ کا ہے۔ اپنے ادارے کو اس قدر بام عروج تک پہنچایا کہ اب تک ہزاروں کی تعداد میں حفاظ اور علماء جامعہ سے فارغ ہوکر دینی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔ مختلف جامعات میں کتنے ہی شیوخ الحدیث اور قاری قرآن بن کر حضرت قاضی صاحب مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ بنے ہوئے ہیں۔ اس حوالہ سے قاضی صاحب ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے جہد کی کامیابی اپنی زندگی میں دیکھ لی۔ جب شباب سے شیب یعنی بڑھاپے میں داخل ہوئے تو رحیم یار خان حفاظ وعلماء کی کھیپ کے ساتھ خود کفیل ہو چکا تھا۔

حضرت قاضی صاحب کی ساری زندگی کوشش رہی کہ طلبا کی صف میں نام شامل رہے اور بمطابق حدیث مبارکہ شہادت کی موت ملے۔ اسی لئے آخر عمر تک کبھی مولانا غلام اکبر، مولانا اختیار احمد سے نام حق اور گلستان پڑھنا شروع کردی۔ کبھی خالد محمود صدیقی سے نورانی قاعدہ اور قرآن مجید کی مشق شروع کردی۔ یہ ظلوم وجہول بھی ان کی نگرانی میں زیر تربیت رہا۔ ہمیشہ حوصلہ افزائی کی۔ اکابر کا احترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا۔ مہمان نوازی میں اسوۂ رسول

پر مستقیم اصلاً وطن انگہ خوشاب سے متصل علاقہ، انگہ نے یہ موتی رحیم یار خان کے سپرد کیا اور پھر اس شہر جھول میں علمی روحانی عقیدہ کی پختگی حضرات نقشبندیہ سے محبت کی بہاریں آ گئیں۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ انہیں گھٹی میں ملا تھا۔ بارہا اس واقعہ کو ذکر فرماتے کہ بچپن میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے چبایا ہوا لقمہ میرے منہ میں ڈالا اور کھلایا بھی اپنی گود میں بٹھا کر۔ اس لقمہ کا اثر مرتے دم تک نہ گیا۔ زندگی کے آخری ایام میں تحفظ ناموس رسالت قانون کے لئے پاکستان بھر میں ریلیاں نکل رہی تھیں تو اکابر کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنے لخت جگر قاضی حفیظ الرحمن سے فرمایا:''گاڑی میں لیٹا کر لے جاؤ شریک ہو جاؤں''

قاضی حفیظ الرحمن صاحب نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو مزید اصرار فرماتے ہوئے کہا:''نجات کا سامان کرنے جا رہا ہوں۔''اور ناموس رسالت ریلی میں لیٹے لیٹے شریک ہوئے۔ ہاں یہ اسی لقمہ کا اثر تھا کہ عرصہ ۳۶ برس امیر جماعت بن کر ختم نبوت کی چوکیدار فرماتے رہے اور اس معاملہ میں ذرا ذرا سے مسئلہ پر کبیدۂ خاطر ہو جاتے اور اسی فکر کے صدقے انہیں کئی مرتبہ حضور اکرم a کی زیارت بھی ہوئی۔ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والوں کی ہر سال دعوت فرماتے، بندہ ختم نبوت کے تمام ساتھیوں کو جمع کر کے لے جاتا۔ حضرت قاضی صاحبؒ اپنے ہاتھ سے سالن ڈال کر تقسیم فرماتے اور اس وقت ان کے چہرے کی رونق دیدنی ہوتی۔ کئی مرتبہ راقم الحروف سخت گرمی میں جماعتی رپورٹ دینے جاتا تو اپنے ہاتھوں سے شربت بنا کر پلاتے اور مکمل رپورٹ سنتے۔ بالفاظ دیگر حرف بحرف سنتے اور نقد تعاون فرماتے۔ کچھ عرصہ قبل سنجر پور کے نواحی علاقہ چک ۳۲ میں بندہ جمعہ کا خطبہ دینے گیا تو قادیانیوں کی سازش کی بنا پر احمد پور...... تھانے کی پولیس گرفتار کر کے لے گئی۔ ساتھ میں سید توصیف الحق اور شہر سنجر پور کے نگران قاری مجیب الرحمن اور ان کے رفقاء بھی تھے۔ قاضی صاحب مرحوم کو اطلاع ہوئی تو اس سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے۔ جتنا والدین سگی اولاد کے لئے پریشان ہوتے ہیں۔ جب تک رہائی نصیب نہ ہوئی تک وِدو فرماتے رہے۔ رمضان المبارک کے موقع پر جبکہ ہر مدرسہ اپنے سالانہ اخراجات کے لئے صدا لگاتا ہے۔ جامعہ قادریہ میں رمضان المبارک کے چاروں جمعوں پر حضرت قاضی صاحبؒ ختم نبوت کی اپیل فرماتے اور اپنی جھولی پھیلا دیتے۔ نہ صرف خود بلکہ اپنے چاروں فرمانبردار صاحبزادگان، جامعہ کے اساتذہ کرام کو اس امر پر متوجہ فرماتے۔ جامعہ قادریہ میں دو مرتبہ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا۔ بلا مبالغہ سینکڑوں کی تعداد میں مرد و خواتین شریک ہوئے۔ مسلسل اٹھارہ دن ہونے والے کورس میں حضرت قاضی صاحبؒ شریک رہے اور اول تا آخر مکمل شریک رہے۔ بیان کے بعد ایسی حوصلہ افزائی فرمائی کہ آج تک اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کرتا ہوں۔

رمضان المبارک میں پچاس پچاس ہزار روپے تک جماعت کے فنڈ میں جمع فرماتے۔ عرصہ بیس سال مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ اجلاس سے دو دو ماہ قبل تیار ہو جاتے۔ بار بار احقر سے استفسار فرماتے۔ مدنی صاحب اجلاس کب ہو رہا ہے، کتنے دن باقی ہیں؟ کیسے جانا ہوگا؟۔ اپنی سواری پر جاتے، بارہا ناچیز کو ان کی معیت کا شرف حاصل رہا۔ سفر میں ''سید القوم فی السفر خادمہم'' کی عملی تفسیر بن جاتے۔ سفر خرچ کا جماعتی فنڈ کبھی بھی ایک روپیہ وصول نہ فرمایا۔ زندگی کے آخری دور میں فرمانے لگے کہ مدنی صاحب! دعا کرو، ختم نبوت کے شوریٰ کے اجلاس میں

شریک ہو جاؤں۔ اگر پہلے مرگیا تو جماعت کے حضرات سے عرض کر دینا کہ کم از کم اس اجلاس میں رجسٹر سے نام نہ نکالیں۔ بعد میں ان کی مرضی اور پھر جماعت نے اس وصیت پر عمل کیا۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے لقمے کا اثر ہی ہے کہ آج آپ کے چاروں صاحبزادگان مفتی قاضی شفیق الرحمٰن، قاضی حفیظ الرحمٰن، قاضی خلیل الرحمٰن، قاضی محمد نعمان والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جماعت ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرمارہے ہیں۔ نہ صرف صاحبزادگان بلکہ یہ ورثہ آج تیسری نسل میں بھی منتقل ہو کر قاضی جواد الرحمٰن حفظ اللہ تک پہنچ چکا ہے۔ وہ بھی ہمہ تن ختم نبوت کے امور میں مگن رہتے ہیں اور ۳۶ سال تک امارت کے فرائض دینے کے بعد جماعت ختم نبوت رحیم یار خان کی امارت اب حضرت کے صاحبزادے اور جانشین مہتمم قادریہ قاضی شفیق الرحمٰن تک منتقل ہو چکی ہے اور الحمدللہ! خوب دلچسپی سے جماعتی امور کو نبھار ہے ہیں۔ ان کے امیر منتخب ہونے کے بعد جامعہ قادریہ میں یہ پہلی ختم نبوت کانفرنس تھی جو کہ آپ کی محنت اور توجہات کی بدولت توقعات سے کہیں زیادہ کامیاب ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس ساہیوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۱۹؍اپریل کو جامع مسجد الحبیب طارق بن زیاد کالونی ساہیوال میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں تلاوت کی سعادت قاری محمد عثمان المالکی نے حاصل کی، نعتیہ کلام مدثر ولی اور محمد ذیشان نے پیش کیا، نقابت کے فرائض جامع مسجد الحبیب کے خطیب مولانا عبدالغفار قاسم نے سرانجام دیئے، جبکہ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری عبدالجبار، محمد آصف سعید، ادارہ معارف القرآن کے بانی قاری محمد شکیل احمد عثمانی، جامعہ عثمانیہ چوکی کے مہتمم پروفیسر مسعود الحسن رشیدی، مولانا محمد عمران اشرفی، جمعیت علماء اسلام کے مفتی محمد یاسر بشیر جالندھری، قاری منظور احمد طاہر، جامع مسجد یاسین کے خطیب قاری نصیر احمد، مولانا اظہار الحق اور قاری محمد نوید سمیت مختلف مذہبی شخصیات نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت کے فرائض جناب عبدالحفیظ گوریجہ نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں متعدد قراردادوں کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں سے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عملدرآمد کرایا جائے۔ دیگر اقلیتوں کی طرح قادیانی اقلیت کے اوقاف بھی سرکاری تحویل میں لئے جائیں۔ قادیانی عبادت گاہوں سے اسلامی شعائر کو محفوظ کیا جائے۔ کانفرنس مولانا قاری منظور احمد طاہر کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

امت مسلمہ کو عالمی میڈیا پر سخت تنقید کا سامنا ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد قاسم رحمانی نے کہا ہے کہ قادیانی آئین پاکستان کے باغی اور قرآن وسنت میں تحریف کرنے والے، یہودی سیاسی لابیوں کے ایجنٹ ہیں۔ مغربی میڈیا اور قادیانی لابیاں حرمت رسول a کے خلاف اپنے مخصوص ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں۔ وہ یہاں جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی ساہی وال میں ۱۹؍اپریل کو جمعۃ المبارک کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مجلس کے مقامی امیر حضرت مولانا کلیم اللہ رشیدی بھی موجود تھے۔

بابیت و بہائیت ...... ایک فتنہ ہے مذہب نہیں!

مولانا شاہ عالم گورکھپوری!

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً امابعد !

بہائیوں نے جب مذہب اسلام سے علیحدگی کا اعلان کر دیا تھا تو ہمیں ان سے سروکار ہی کیا تھا۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ علماء اسلام نے بابیت اور بہائیت کے خلاف بہت کم قلم اٹھایا ہے۔ لیکن دیکھا یہ جارہا ہے کہ اب وہ آہستہ آہستہ مرزائیوں کی طرح خودکو مسلمانوں میں شمار کرانے لگے ہیں اور مسلمانوں کو بھی اپنے دام فریب کا نشانہ بنارہے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت تھی کہ اُن کی اصلیت سے مسلمانوں کو واقف کرایا جائے تاکہ مسلمان ان کے مکروفریب سے بچ سکیں۔

زیر نظر مضمون ترتیب دیتے وقت بہائیوں کی اصل کتابوں کو سامنے رکھا گیا ہے نقل در نقل یا رد بہائیت پر لکھی گئی کتابوں پر انحصار نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ بات ذہن نشین رہے کہ بہائیت کے تعلق سے سب کچھ تو اس رسالے میں نہیں ملے گا لیکن جو کچھ ملے گا انشاء اللہ وہ مستند اور معتبر ملے گا۔ چونکہ بہائی سرغناؤں کی قدیم کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں لیکن اُن سے استفادہ کر کے بعد کے بہائیوں نے جو کچھ لکھی اور شائع کی ہیں اور اُن پر صدی گذرنے کو ہے! ظاہری بات ہے کہ وہ بھی بہائیوں کے حق میں حجت اور اصل کا درجہ رکھتی ہیں اس لیے راقم سطور نے ان کو اپنا ماخذ بنایا ہے اور جو مسائل ان کتب میں ملے ہیں انہی کو اپنا موضوع بحث بنایا ہے۔

بہائیت کے تعلق پڑھنے والوں کے نظریات بھی جدا جدا ہوتے ہیں، کسی کو ان کے خیالات ونظریات کی تلاش ہوتی ہے کسی کو اُن کی سرگذشت اور تاریخ کی تلاش ہوتی ہے، کسی کو اُن کے آپسی اختلافات کی تلاش ہوتی ہے علاوہ ازیں قاری کی نظر میں کچھ اور بھی مسائل ہو سکتے ہیں۔ اس لیے یہ بات بطور خاص ذہن میں رکھنے کی ہے کہ اس مضمون کی ترتیب کا مقصد صرف یہ ہے کہ دور حاضر کے بہائیوں نے اپنی قدیم راہ وروش سے ہٹ کر مرزائیوں کی طرح اسلام اور مسلمانوں میں گھس پیٹھ بنانے کی کوشش شروع کر دی ہے تو اُن کو اس فتنہ وفساد سے کیسے باز رکھا جائے اور جو مسلمان بہائیوں کے فتنے سے گمراہ ہورہے ہیں اور بہائیوں کو مسلمان سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہورہے ہیں اُن کی غلط فہمی کو کیسے دور کیا جائے۔ اپنی اس کوشش میں یہ مضمون کس حد تک کامیاب ہے اس کا فیصلہ قارئین پر منحصر ہے۔

راقم سطور نے بہائی تحریروں کے اقتباسات نقل کرنے میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ علامات ترقیم اور رسم الخط کو ویسا ہی نقل کیا جائے جیسا کہ بہائیوں نے شائع کیا ہے تاکہ کسی قسم کی ترمیم وتبدیلی کا الزام کوئی نہ دینے پائے۔ لہٰذا اقتباس میں غلطیوں کی تصحیح کی فکر نہ کی جائے۔ ہاں اگر نقل کرنے میں یا نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی غلطی واقع ہو تو اس کی نشاندہی ہر ایک کا حق ہے۔ البتہ بعض مقامات پر بہائیوں نے بالقصد عبارتوں کو گنجلک بنانے کی کوشش کی ہے ظاہری بات ہے کہ اگر وہاں بھی ہم رسم الخط کی پابندی کرتے تو مسئلے کی تفہیم میں دشواری ہوتی اس لیے ایسی

جگہوں پر بہائی رسم الخط کا لحاظ کم رکھا گیا ہے اور موقع پر اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔ ان ارید الا الاصلاح ماستطعت و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب!

بابی فرقہ ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوا جس نے خود کو اسلام کے متبادل کے طور پر پیش کیا لیکن پانچ چھ سال سے بھی کم مدت میں دم توڑ گیا۔ اس کے بعد بابیت کی جگہ ازلی فرقہ نے کمان سنبھالی لیکن اس کا حشر بابیت سے بھی خراب ہوا اور وہ اس سے کم مدت میں دم توڑ گیا۔ ۱۸۵۶ء میں ان دونوں کی جگہ بہائیت نے جنم لیا جس نے اپنے سابقہ سرغناؤں کی عبرتناک شکست و ریخت سے سبق لیتے ہوئے صلح و آشتی و امن جوئی کے نام پر آہستہ آہستہ قدم بڑھانا شروع کیے۔ لیکن اسلام دشمن طاقتوں کی انتھک کوششوں کے باوجود چالیس پچاس کے اندر یہ فرقہ بھی اپنے زوال کی اس منزل کو پہنچ گیا کہ ۱۹۰۰ء کے بعد یہودیوں اور عیسائیوں کی کوکھ سے باہر کوئی اس کا جاننے والا نہیں رہ گیا۔ کہاں تو دعویٰ تھا مذہب اسلام کے متبادل ہونے کا تھا اور کہاں یہ حشر کہ:

غرور و کبر و حسد کا کمال مآل دیکھ لیا
عروج آنے سے پہلے زوال دیکھ لیا

۱۸۹۸ء میں بہاء اللہ ایرانی کے بعد اس کے لڑکے عبدالبہاء نے اس مردہ لاش میں کچھ حرکت پیدا کرنے کی کوشش کی؛ بہت سے قادیانی بھی مرزائیت سے متنفر ہوکر بہائیت میں داخل ہوگئے اور اپنے وجود کا ثبوت دینے کے لیے ''کوکب ہند'' کے نام سے آگرہ سے ایک اخبار بھی نکالا لیکن ۲۱ جون ۱۹۲۱ء میں عبدالبہاء کے مرنے کے بعد اس تحریک میں ایک بار پھر اس قدر انتشار پیدا ہوا کہ یہ فتنہ اپنے منحوس اعمال اور اپنی کرتوتوں کی بدولت ہندوستان میں تقریباً نابود سا ہوگیا۔ جو کچھ بھی پوری دنیا میں بہائی پائے جاتے تھے وہ صرف یورپ کی گودشکا گو میں یا جرمنی وغیرہ میں تھے۔ اس دوران تفریحی مقامات اور خوبصورت عمارتیں بنا کر نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو سیر و تفریح کے مواقع فراہم کرنے کی حد تک ان کی سرگرمیاں محدود ہوکر رہ گئی تھیں۔ لیکن طویل مدت کے بعد سیاسی حالات کی کروٹوں میں پھر ایک بار دانشوران فرنگ کو ہندوستان کے سیاسی تناظر میں جب اسکی ضرورت محسوس ہوئی تو اس بار انھوں نے حکمت عملی تبدیل کردی اور چونکہ انھیں یقین تھا کہ ہندوستان جیسی مذہب پسند سرزمین میں بہائیت اپنے پاؤں پر نہیں چل سکتی اس لیے اس بار بجائے اپنی تحریک کی قوت پر بھروسہ کرنے کے، اپنی قدیم تاریخ سے ناواقف و ناعاقبت اندیش سیاسی حکمرانوں کے کندھے کا سہارا لے کر دوبارہ اسکی آبیاری شروع کردی۔ ان سیاسی حکمرانوں کو کون بتائے کہ مرزائی ہوں یا بہائی یہ ہمیشہ انگریزوں اور یہودیوں کے آلۂ کار رہے ہیں، جس برتن میں یہ کھاتے ہیں اسی میں چھید کرنا ان کی فطرت اور تاریخ ہے۔ اور اس کی ایک زندہ مثال انڈونیشیا کا ملک بھی ہے کہ جہاں ۱۹۶۳ء میں مجبور ہوکر حکومت کو بہائی سرگرمیوں پر سخت پابندی عائد کرنی پڑی۔

۱۹۶۳ء میں جب انڈونیشیا میں حکومتی سطح پر بہائیوں پر پابندی لگی تو اسرائیلی حکام نے دوبارہ اس کو منظم کرکے ہندوستان کا رخ طے کیا اور دہلی کے مرکزی علاقے میں ۱۲۶/۱ ایکڑ زمین حاصل کی جسے مرکزی سیاستدانوں کے اشارے پر ڈی ڈی اے نے فراہم کیا تھا۔ پھر ۱۹۸۱ء میں تین سو کروڑ کی لاگت سے کمل کے پھول کی شکل میں

جب اس کی تعمیر مکمل ہوئی تو بہائیوں نے اسے اپنا معبد و سینٹر بنا کر ہندوستان میں اپنے بال و پر نکالنے شروع کردیئے ہیں۔اور افسوس کی بات ہے کہ یہ سارا کام بھی ہندوستانی سیاستدانوں کی نگرانی میں مکمل ہوا۔اب یہ سینٹر بہائی مندر کے نام سے نوجوان جوڑوں کے لیے بہترین تفریح گاہ بنا ہوا ہے۔اسی کی آڑ میں بہائی، مختلف اقوام کے نوجوانوں کا شکار کرتے ہیں۔

تحریک بابیت و بہائیت

فتنۂ بابیت و بہائیت کا مولد بھی ایران ہے اور مدفن بھی۔ یہودی فتنہ پرور دانشوروں کی سرپرستی میں یہ فتنہ انیسویں صدی کے نصف ۱۸۴۴ء میں شیعوں کے درمیان پیدا ہوا اور شیعوں ہی کے درمیان خوب پھلا پھولا۔اس کے خمیر میں شیعیت کے ہی وہ فاسد خیالات ونظریات کارفرما ہیں جو شیعوں کے درمیان مذہب کے نام سے منوائے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر اس فتنے کا شکار شیعہ مذہب کے ہی مختلف مکاتب فکر کے لوگ ہوئے۔چونکہ اپنے مزعومات اور مخترعات کو شیعوں نے اسلامی تواریخ سے جوڑ کر اس پر مذہب اسلام کا لیبل لگا رکھا تھا اس تلبیس کی وجہ سے ابتدائی دور میں چیدہ چیدہ مسلمان اور دوسرے مسالک و مذاہب کے لوگ اس سے متاثر ضرور ہوئے لیکن شیعوں کے مقابلہ میں کم بلکہ بہت کم۔شیعوں کے بے سروپا خیالات ونظریات اور فاسد عقائد کے درمیان اس کو اس تیزی سے پنپنے کا موقع ملا کہ کچھ ہی دنوں میں اس نے مستقل ایک فرقہ کی شکل اختیار کرلی،جس کا پہلا نام بابی اور اس کے بعد پھر بہائی پڑ گیا،یہ دونوں نام اس فتنہ کے بانیوں کے نام پر ہیں۔ بہائیت کی تاریخ اور اس فرقہ کے نظریات و خیالات پر مشتمل خود اس فرقے کے بانیوں کے قلم سے اور اسی طرح اس فرقہ کے پڑھے لکھے معتقدین کی طرف سے بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اور براعظم ایشیاء میں ایران و ہندستان و برما کے علاوہ یورپی ممالک امریکہ وغیرہ میں بھی اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔لیکن ان تصانیف کا بیشتر حصہ اپنی استدلالی کمزوریوں کے باعث فرقہ کے ہی سرغناؤں کے ہاتھوں یا تو قصداً ضائع کردیا گیا یا امتداد زمانہ کے باعث خود بخود اپنے منطقی انجام کو پہنچ کر ضائع ہوگیا۔تاہم بہائی معتقدین اور اُن کی رد میں لکھی جانے والی چند کتابیں ایسی دستیاب ہوئی ہیں جن سے اس فرقہ کے صحیح حالات ونظریات وخیالات کو جانا جاسکتا ہے۔انہی کتابوں کی روشنی میں کچھ معروضات پیش ہیں۔

بہائیت کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں

بہائی تحریک سے وابستہ افراد نے اپنے رہنماؤں کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں جابجا اس کا اعتراف کیا ہے کہ بہائیت کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں بہائیت ایک جدید اور دور حاضر کی تحریک ہے جبکہ اسلام ایک قدیم مذہب ہے۔دور حاضر کے ایک صاحب قلم بہائی پنڈت مصطفیٰ رومی نے لکھا ہے:''دُنیا کا کوئی قطعہ ایسا نہ ہوگا جہاں کے لوگوں کو اجمالی طور اتنا علم نہ ہو کہ تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں سرزمین ایران میں حضرت بہاء اللہ اور حضرت''باب'' دو شخص گذرے ہیں انھوں نے دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔اور اُن کے سبب سے تاریخ میں اس زمانہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک نئے مذہب کا اضافہ ہوا ہے''

(دیباچہ باب الحیات صفحہ ا، مصطفیٰ رومی مطبوعہ ۱۹۰۸ء مطبع نولکشور لاہور)

بہائی سرغناؤں کے اعتراف کے بعد اب اس بحث کا دروازہ بند جاتا ہے کہ بہائیت کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق ہے۔ اسلام ایک قدیم مذہب ہے جبکہ بہائیت کو خود اس کے پیروکار، زمانے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اسے ایک نیا مذہب مانتے ہیں اور یہ بھی منواتے ہیں کہ اس کا قدیم زمانے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بابیت و بہائیت مذہب نہیں ایک فتنہ ہے

یہ بات بنیادی طور ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ قادیانیت کی طرح بہائیت بھی کوئی مذہب نہیں بلکہ خالص فتنہ ہے۔ قادیانیت کی طرح بہائیت کے فکری اور عملی اجزائے ترکیبیہ کو دیکھتے ہوئے لفظ مذہب سے اس کی تعبیر و تشریح قطعاً درست نہیں بلکہ لفظ مذہب کے اصطلاحی تقدس و پاکیزگی کو پامال کرنے کے مترادف ہے اس لئے بجائے "بہائی مذہب" کے بہائی تحریک یا بہائی فتنہ یا صرف بہائیت کہا جائے تا کہ اس کی صحیح ترجمانی ہو سکے اور عوام و خواص بھی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

بابیت و بہائیت کے ترکیبی اجزاء و بنیادی شخصیات

بہائی تحریک میں شخصیات کے اعتبار سے تین اشخاص بنیادی اہمیت کے حامل ہیں جن پر پوری بہائیت کا تانا بانا اور اسکی تاریخ موقوف ہے (۱) علی محمد باب (۲) بہاء اللہ (۳) عبدالبہاء عباس آفندی۔ ان تینوں سے ماخوذ و مستنبط متضاد خیالات و نظریات کے مجموعے کا نام "بہائیت" ہے۔ یکے بعد دیگرے ان تینوں کی تاریخ ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو نظر انداز کر دیا جائے تو دوسرے کو سمجھنا ناممکن ہو جائے گا۔ جب تک ان تینوں کے آپسی تال میل یا ان کے اندرونی اختلافات کو نہ جانا جائے اس وقت تک بہائیت کی حقیقت کو نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ گویا یہ تینوں اشخاص فکری سرچشمہ اور بہائیت کے ترکیبی اجزاء ہیں اور ان تینوں نے اپنی تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے جو اصول و قوانین وضع کیے ہیں انہی کا نام بابیت اور بعد میں بہائیت ہے۔

ان تینوں کے درمیان ایک چوتھے شخص "مرزا یحییٰ" کا نام بھی بہائی تاریخوں میں آتا ہے جس کو علی محمد باب نے ۱۸۴۹ء میں "صبح ازل" کا لقب دے کر اپنا جانشین منتخب کیا تھا۔ اس وقت مرزا یحییٰ کی عمر صرف ۱۹ سال کی تھی جو بڑا خوبرو و تو خیز تھا۔ چنانچہ ۱۸۵۰ء میں علی محمد باب کی ہلاکت کے بعد تمام بابی اس کو متفقہ طور پر باب کا جانشین تسلیم کر کے "من یظہرہ اللہ" خیال کرنے لگے تھے۔ خود بہاء اللہ بھی اس کی جانشینی تسلیم کرنے والوں میں سے تھا۔ لیکن اس کی جانشینی زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکی کیوں کہ ۱۸۶۶ء میں بہاء اللہ نے اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی کی جانشینی سے انکار کر دیا اور خود ہی جانشینی کا دعویدار بن بیٹھا اور طاقت کے سہارے مرزا یحییٰ کو کالعدم بنا دیا۔ مرزا یحییٰ صبح ازل کے معتقد جو "ازلی" کہلاتے تھے، حاجی سید محمد اصفہانی ازلی، مرزا رضا علی ازلی، مرزا نصر اللہ، آقا جان بیگ کاشانی وغیرہ یا تو ہلاک کر دیے گئے یا منتشر کر دیے گئے۔ اسی لیے مرزا یحییٰ کے ماننے والے آگے نہ بڑھ سکے اور نہ ہی اس کی تعلیمات و ہدایات کا سلسلہ آگے بڑھا۔ اس طرح بہائیوں کا یہ ازلی گروپ تاریخ میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو کر رہ گیا۔ بہاء اللہ مرزا یحییٰ کا سوتیلا بھائی تھا اور عمر میں اس سے ۱۳ سال بڑا تھا۔

بابیت یا بہائیت کے لیے وضع کردہ اصول وقوانین کا ماخذ اصلی اور بنیادی سرچشمہ وہ بے سروپا روایات وخرافات ، اور بطور خاص عقیدۂ ظہور مہدی کے تعلق سے اس میں پائے جانے والے وہ فاسد مواد اور مادّے ہیں جو شیعیت اور تشیع میں مذہب کے نام پر پائے جاتے ہیں۔

شیعیت نے اپنے ماننے والوں کو ایک غائب مہدی کا تصور دے کر ہمہ وقت انتظار کی ایک ایسی غیر یقینی کیفیت اور اذیت ناک وہم میں مبتلا کر رکھا ہے جو اُن کو ہر آن اور ہر لحہ کسی بھی راستے پر جا پڑنے کے قابل بنا دیتا ہے۔اسی طرح غائب مہدی کو پالینے کے بے سروپا فضائل ومحامد نے ہر مدعی کے لیے طبع آزمائی کا ایک ایسا دہانہ کھول دیا ہے جو کسی بھی تیز طبع طالع آزماں کے لیے سنہرا موقع فراہم کرنے میں معاون ومددگار ہوتا ہے۔

قادیانیت کو بھی یہودی اور عیسائی دانشوروں نے جو راستہ فراہم کیا ہے وہ تشیع کے اسی امام غائب کی تصوراتی ونظریاتی دنیا پر طبع آزمائی کرنے والے بابیوں اور بہائیوں کی کامیابی وناکامی کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ قادیانیت اور بہائیت میں ہمہ جہت مماثلت ہے حتیٰ کہ طریق استدلال اور طرز الہام میں بسا اوقات دونوں ایک ہی استاذ کے دو شاگرد معلوم ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں آپس میں کبھی نہیں لڑتے بلکہ ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی سے احتراز کرتے ہیں لیکن جب لڑتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے دوسوتنیں آپس میں لڑ رہی ہوں۔جس کسی معاملے میں مرزائی ، بہائیوں کو موردالزام ٹھہراتے ہیں؛ بہائی اسی کو پلٹ کر وار کر دیتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی اپنے دعاوی میں سچا مانا جاسکتا ہے تو اس سے قبل دعویٰ کرنے والا بہاء اللہ کیوں نہیں سچا مانا جاسکتا۔ان کی آپسی لڑائی کی دلچسپ تفصیلات ہم آگے پیش کریں گے۔

ایک موقع سے اخبار زمیندار لاہور کے ایڈیٹر اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے بے باک سپاہی جناب مولانا ظفر علی خاں صاحب نے اخبار زمیندار لاہور مجریہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۴ء میں ’’میرزا محمود صاحب قادیانی کی رواداری کا امتحان ، اختلاف رائے پر دارالامان سے اخراج ، قادیان میں نئی جماعت کا ظہور‘‘ کے عنوان سے لکھا تھا جس کو خود محفوظ الحق علمی بہائی نے اپنی کتاب میں ایک جگہ اجمالاً اور دوسری جگہ تفصیلاً درج کیا ہے ملاحظہ فرمائیے:

’’بہائیوں کی نئی جماعت نے قادیان میں جو استقامت دکھائی وہ ضرور قادیان کی تاریخ میں یادگار رہے گی۔ان کو مجرموں کی طرح ایک مجلس میں بلایا گیا جس میں ارباب حل وعقد قادیان جمع تھے بے سروپا سوالات کر کے جوابات لیے گئے۔تمسخر کا استعمال بھی کیا گیا۔ان کو مکانوں سے نکالا گیا۔ان کو ڈنڈوں کے زور سے اِدھر سے اُدھر بھیجا گیا۔شرمناک گالیاں اور خطرناک دھمکیاں دی گئیں۔ ...... خود جناب مرزا صاحب باوجود چیلنج کے کبھی بہائی دعاوی کے مقابلہ میں نہیں کھڑے ہوتے اور اپنی مسلمہ تصانیف میں جو اسی کے قریب ہیں جناب بہاء اللہ کا نام لے کر کوئی تکذیبی بیان اور انکاری دلیل نہیں پیش کرتے۔حالانکہ اپنی کتاب ’’البلاغ‘‘ میں کتب بابیہ کا اپنے پاس ہونا بیان کرتے ہیں۔۱۹۰۳ء میں جناب حکیم مرزا محمود ایرانی بھی لاہور میں تھے اور مرزا صاحب بھی قادیان سے لاہور آئے تھے۔مرزا محمود صاحب بہائی نے جناب بہاء اللہ کے دعاوی اور دلائل کا مقابلہ کرنے کے لیے جناب مرزا صاحب کو لکھا جس کا ذکر میرزا صاحب قادیانی کے ’’لیکچر لاہور‘‘ میں نیز اخبار ’’بدر قادیان‘‘ میں موجود ہے۔جناب

مرزا صاحب نے عذر فرمایا کہ مجھے ایک منٹ بھی فرصت نہیں ہے اور مطبوعہ لیکچر کے جواب میں جناب مرزا محمود صاحب بہائی سے مضمون لکھنے کی درخواست کی اور فرمایا کہ یہ طریق اس رنجش سے بھی محفوظ رکھے گا جو اکثر مباحثات میں پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حکیم مرزا محمود صاحب بہائی نے اپنا مضمون بنام ''جواب لیکچر جناب قادیانی'' پیسہ اخبار ۱۵ر نومبر ۱۹۰۴ء میں شائع کر دیا جو الگ بھی کئی بار شائع ہوا ہے۔ اب بھی مطبوعہ موجود ہے۔ اس میں پھر جناب مرزا محمود صاحب بہائی نے جناب مرزا صاحب قادیانی کو چیلنج کیا۔ لیکن جناب مرزا صاحب بالکل خاموش ہی رہے۔ حتیٰ کہ خاموش ہی دنیا سے چلے گئے اور بہائی دعاوی کے بالمقابل کھڑے نہ ہوئے۔ حالانکہ اس واقعہ کے بعد چار سال جناب میرزا صاحب قادیانی دنیا میں رہے۔ پس مرزا صاحب کا یہ فعل زبردست شہادت ہے کہ انھوں نے جناب بہاءاللہ کے مقابلہ میں نکلنے سے باجود اصرار کے بھی جرأت نہ کی۔ (حزب قادیان کو دعوت الی الحق ص ۴ حاشیہ)

دور حاضر کی بہائیت

لیکن دور حاضر کی جو بہائیت ہے وہ اُس ڈھانچے پر نہیں ہے جس پر اِس تحریک کے تینوں بانیوں نے اس کو چھوڑا تھا بلکہ اِن تینوں سے بھی الگ تھلگ اب ایک ایسی تحریک ہے جس میں مادّیت کا پرکشش سیلاب اور عیش و نشاط کا رنگ و رواج ہے اور اس کی خطرناکی اور زہرناکی پہلے سے بھی کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ بہائیت اب کوئی نظریاتی تحریک نہیں بلکہ نوخیز جوانوں کو تعیشاتی راستوں سے تباہی کے اُس دہانے پر لے جانے والی تحریک ہے جہاں سے خیر کی طرف واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ البتہ اسکی باگ ڈور کل کی طرح آج بھی مکمل طور پر یہودیوں اور نادیدہ قوتوں کے ہی ہاتھوں میں ہے۔ وہ اپنے مفاد کو پروان چڑھانے کے لئے جس ملک و علاقہ میں چاہتے ہیں اسے پھیلاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اسے بڑھاوا دیتے ہیں۔ اور اسکے ذریعہ سے وہ جس مذہب کے افراد کو چاہتے ہیں آسانی سے اپنا شکار بنا لیتے ہیں۔ اب یہ صرف ایران اور شیعوں کے لئے نہیں بلکہ تمام ہی ممالک و مذاہب کے لئے فتنہ ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بہائیت اب مذہب سے زیادہ انسانیت کے لیے خطرہ ہے۔ جس طرح کہ کادیانیت صرف مسلمانوں کیلئے نہیں بلکہ ہر ملک و مذہب اور انسانیت کے لیے خطرہ ہے۔

بہائیت اور کادیانیت میں فرق

بہائیت اور کادیانیت میں ہمہ جہت مماثلت ہے فرق صرف یہ ہے کہ بہائیت یہودیوں کا قدیم آلۂ کار ہے اور کادیانیت جدید اور لیٹسٹ آلۂ کار ہے۔ دونوں کا بنیادی ہدف مذہب کے نام پر انسانیت کو بھٹکانا اور باشندگان مملکت کو یہود و نصاریٰ کا غلام بنانا ہے۔ دونوں کے ہیڈ کوارٹرس آج بھی اسرائیل میں پائے جاتے ہیں، کادیانیوں کا تل ابیب میں اور بہائیوں کا اس سے کچھ ہی فاصلے پر ''ماؤنٹ کارمل'' نامی جگہ میں ہے جہاں سے انہیں سیاسی قوت اور کمک پانی ملتا ہے۔ اگر ایک دن کے لیے بھی اسرائیل و برطانیہ سے اِن کا ربط ٹوٹ جائے تو یہ دونوں مکروہ پودے مرجھا کر اپنی موت مر جائیں۔ بہائیوں اور یہودیوں کے مابین گہرے روابط کا انکشاف بہت سے علماء نے کیا ہے۔ بدلتے زمانہ کے ساتھ بہائیوں نے خود کو بدلنا شروع کیا ہے۔ اب کچھ دنوں سے بہائی بھی وہی

کام کرنے لگے جو مرزائی شروع سے کرتے آئے ہیں یعنی خود کو مسلمان باور کرانا اور مسلمانوں کو اپنے پرچار وغیرہ کا مرکز بنانا۔ اسلام مخالف نظریات کو اسلام منوانا وغیرہ۔ گویا پہلے قادیانیوں نے سبق پڑھا بہائیوں سے اور اب بہائی سبق پڑھ رہے ہیں قادیانیوں سے۔ اُن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) النصیحۃ الایمانیۃ فی کشف البابیۃ و البھائیۃ مؤلفہ الحسینی الحسینی معدی۔ (۲) حقیقۃ البھائیۃ و القادیانیۃ مصنفہ ڈاکٹر محمد حسن اعظمی (۳) منہاج الطالبین، مصنفہ الحاج حسین قلی۔ مذہب باب و بہا، مصنفہ سید علی النقی النقوی شیعی۔

بہائی لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فتنہ کی تردید و تعاقب میں شیعہ مذہب کے مجتہدین اور پڑھے لکھے لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔ چونکہ یہ فتنہ شیعیت کے گھروندے سے اٹھا تھا اس لیے شیعوں کو تردید کے لیے خم ٹھونک کر آگے آنا پڑا۔ لیکن جہاں کہیں مسلمان اس فتنہ سے متاثر ہوئے ہیں خاص طور پر رنگون (برما) میں یا ہندوستان کے آگرہ و بمبئی کے علاقوں میں تو وہاں کے مسلمانوں کی جانب سے بھی اس کا بھرپور تعاقب کیا گیا اور بہائی نظریات و خیالات کی تردید میں کافی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ شیعوں کی تحریر کردہ کتابیں تو راقم سطور کے سامنے نہیں البتہ برما کے مسلمانوں کی جانب سے جو کچھ لیٹریچر تیار ہوا ہے اس میں سے بعض پیش نظر ہیں۔ جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے ان کی فہرست اخیر میں درج کر دی گئی ہے۔

فتنہ بہائیت کے سدباب کے طور وطریق

بہائیت کی تردید کے لئے راقم سطور نے جو طریقہ کار اپنایا ہے وہ وہی ہے جو کادیانیت کے لئے ہے۔ یعنی بجائے مذہبی مباحثوں میں الجھنے الجھانے کے اُن کی ہی تحریروں کی روشنی میں وہ پہلو زیر بحث لائے جائیں جن سے اُن کی فطری اور بنیادی کمزوریاں عوام وخواص پر از خود واضح ہو جائیں اور یہ حقیقت کھل جائے کہ وہ کوئی مذہب نہیں کہ جس میں نجات وفلاح تلاش کیا جائے بلکہ خالص فتنہ ہے جس سے دوری اپنانا نجات وفلاح کے لئے ضروری ہے۔ اس موقع سے جو لوگ ردّ بہائیت کے میدان میں کام کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں انھیں بہت کچھ سوجھ بوجھ سے کام لینا ہوگا۔ یاد رہے کہ بہائیوں سے اگر اُن کی قدیم زبان میں گفتگو کی گئی تو یہی طریقہ مفید ہوگا اور اس کے لیے ضروری ہے کہ بہائیوں کی قدیم کتابوں کو سامنے رکھ کر ان سے گفتگو کی جائے اور اُن کے قدیم نظریات و خیالات ہی کی روشنی میں اُن کے جدید تبدیل شدہ نظریات کا رد کیا جائے۔ جن لوگوں کا مطالعہ بہائیوں کی قدیم کتابوں کا نہ ہو انھیں ہرگز اس میدان میں آنے کی ضرورت نہیں ورنہ خواہ مخواہ ایسے لوگ قرآن وحدیث اور مذہب اسلام کو میدان کارزار بنا کر عام مسلمانوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا کریں گے کہ شاید بہائیت بھی کوئی مذہب ہے۔

قابل توجہ گذارش

یوں تو بہائیت اب ہر ملک اور ہر مذہب کے لیے فتنہ ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ اس کا رخ سب سے پہلے شیعہ مذہب کی طرف رہا ہے۔ بابیت یا بہائیت میں قرآن وحدیث سے جو استدلالات پائے جاتے ہیں وہ اس وجہ سے نہیں کہ اُن کا تعلق مذہب اسلام سے ہے بلکہ وہ اس وجہ سے پا جائے ہیں کہ شیعوں نے ان کو اسلام

باور کرار کھا ہے اور اُن کا تعلق شیعی رسم و روایات سے ہے جس کا حقیقی مذہب اسلام سے کبھی نہ کوئی تعلق رہا ہے اور نہ ہے اور آئندہ رہے گا، ہاں! شیعوں نے اس پر اسلام کا لیبل لگا رکھا ہے۔ اس لیے جب بھی بہائیت کی تردید میں مذہبی پہلو سے بحث کی جائے تو یہ بات ذہن میں رکھ کر کی جائے کہ بابیت یا بہائیت کا نشانہ مذہب اسلام کے صاف و واضح عقائد نہیں بلکہ وہ من گھڑت روایات و قصے کہانیاں ہیں جو شیعوں نے اسلام کے نام پر وضع کر رکھے ہیں۔ لہٰذا شیعوں نے جو مصائب اپنے ہاتھوں مول لے رکھے ہیں اگر اُن پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو اعتراض کرنے یا فتنہ پیدا کرنے والے خواہ بہائی ہوں یا اور کوئی نیا فرقہ مرزائی وغیرہ، ان کا جوابدہ شیعہ ہوں گے، نہ کہ ہم اہل سنت والجماعت کے افراد۔ یعنی اس پہلو سے جو بھی اعتراضات ہوں ان میں بہائیوں کو شیعوں کے حوالے کر دیا جائے خود کو مخاطب بنا کر اہل سنت والجماعت کے افراد کو خواہ مخواہ الجھنے کی ضرورت نہیں۔

البتہ قرآن وحدیث کا نام آنے سے یا اسلامی تواریخ کا نام آنے سے محسوس یوں ہوتا ہے کہ بہائی، اسلام مذہب پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اور اس احساس میں مبتلا ہو کر ہمارے علماء جوابات کا جو انداز اپناتے ہیں اس سے ایک عام مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ بہائیت کا مقابلہ اسلام سے ہے اور بہائیت بھی کوئی مذہب ہے جو اسلام کے مقابل ہے اور دونوں میں قرآن وحدیث سے استدلال کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ بدیہی حقیقت ہے کہ بابیت اور بہائیت کا تعلق کہیں دور دور تک دین اسلام اور اسلام کے غیر مشتبہ و یقینی عقائد سے نہیں ہے۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ گذشتہ ایک صدی سے زائد عرصہ میں کبھی بھی بہائیوں نے کسی چیز کو اسلام اور مسلمانوں کے نام سے نہیں منوایا بلکہ واضح لفظوں میں خود کو مسلمانوں سے الگ رکھا اور اپنا نام بہائی رکھا۔ خدا کی ذات اور خدا کی صفات، اسی طرح حضور a کی ختم نبوت اور نبوت میں بھی اپنا نظریہ مسلمانوں سے الگ رکھتے ہیں۔ اپنے معبد کو کھلے لفظوں میں مندر کہتے ہیں یا مشرق الاذکار وغیرہ نام رکھتے ہیں، مسجد کبھی نام نہیں رکھتے۔ اپنے ماننے والوں کے نام بھی مسلمانوں سے الگ رکھتے ہیں۔ اپنے تیوہار، عبادات، طریقۂ عبادات، حتیٰ کہ کیلنڈر مہینوں کے نام اور مہینوں کی تعداد اور مہینوں کے دن کی تعداد وغیرہ سب کچھ وہ مسلمانوں سے اور مذہب اسلام سے الگ تھلگ ہی رکھتے رہے ہیں اور اس کا اعلان بھی کرتے ہیں۔ پھر ہمیں ایسے انداز اپنانے کی کیا ضرورت کہ جس سے ایک عام مسلمان کو اسلام اور بہائیت میں اشتباہ واقع ہو جائے۔ ایسے موقع پر ہمارا انداز ایسا ہونا چاہئے جس سے یہ محسوس ہو کہ یہ جھگڑا اور فتنہ وفساد بہائی بنام شیعہ ہے جس میں دونوں طرف سے قرآن وحدیث کے نام کا بے جا استعمال ہو رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہی قرآن وحدیث سے ہٹے ہوئے گمراہ فرقے ہیں۔ اس معاملہ میں اسلام کی صحیح تعلیم وہ ہے جو علماء اسلام پیش کرتے ہیں۔

جو فتنے شیعوں نے اسلام کے نام پر پیدا کر رکھے ہیں اگر اس کے نتیجہ میں ایک دوسرا فتنہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے جوابدہ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کیونکر ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس پہلو کو سامنے رکھا جائے تو بہائیوں کے پیدا کردہ بہت سے مسائل سے ہمیں خود بخود نجات مل جائے گی۔

تکمیل دین اور فتنہ قادیانیت!

مولانا صوفی عبدالحمید خانؒ سواتی!

حضرت صوفی صاحبؒ کا یہ تاریخی خطبہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیے جانے سے قبل کا ہے۔ غالباً ۱۹۷۴ء کے آغاز میں جامع مسجد نور گوجرانوالہ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے بیان کیا گیا تھا۔ جو ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ستمبر۲۰۱۲ء سے نقل کیا جارہا ہے۔ ادارہ!

’’الحمدللّٰہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی، اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم،بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا، صدق اللّٰہ العظیم(المائدہ:۳)‘‘

محترم حاضرین و برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے اور دنیا کی کوئی بھی قوم ایسی نہ تھی کہ جس کی طرف اپنا نبی نہ بھیجا ہو۔ چنانچہ ارشاد ہوا: ’’وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر (الزمر:۲۴)‘‘ ﴿ہر امت میں کوئی نہ کوئی ڈر سنانے والا پیغمبر آیا۔﴾ مگر جو چیز نبی آخرالزمان a کے ساتھ مخصوص تھی۔ اس کا اعلان نزول قرآن پر کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آخری آیت نازل فرمائی: ’’الیوم اکملت لکم دینکم ‘‘ ﴿آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا ہے۔﴾ اب قیامت تک کے لئے جو قوانین وضوابط بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے دینے تھے، وہ اس قرآن میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ اب نہ کوئی نیا دین آئے گا۔ نہ نئی شریعت آئے گی۔ نہ کوئی نئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی نبی آئے گا۔ اب دین مکمل ہوگیا ہے۔

بعثت انبیاء علیہم السلام اور خاتم الانبیاء علیہ السلام

حضور خاتم النبیین a سے پہلے جو بھی نبی آتا تھا۔ وہ اپنے سے پہلے آنے والے نبی کی شریعت کے احکام کو منسوخ کر دیتا تھا۔ پھر آخر میں جو پیغمبر آئے۔ ان کا نام نامی اور اسم گرامی محمد بھی ہے اور احمد بھی ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ میرا نام عاقب بھی ہے۔ یعنی میں تمام انبیاء کے پیچھے آنے والا ہوں۔ اب میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں آئے گا۔ میں نبی آخرالزمان اور خاتم النبیین ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پہلے انبیاء کسی ایک قوم یا ایک خاندان یا دو قوموں یا دو خاندانوں کی طرف آتے رہے۔ مثلاً شعیب علیہ السلام مدین اور ایکہ کے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل اور قبطیوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ’’ورسولا الی بنی اسرائیل (آل عمران:۴۹)‘‘ ﴿ان کو صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔﴾ لیکن جب آخر میں حضور خاتم النبیین a کی باری آئی تو آپ

کو حکم ہوا:’’قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (اعراف:۱۵۸)‘‘ ﴿آپ کہہ دیں کہ اے تمام دنیا جہان کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔﴾

خود حضور نبی کریم a نے اپنی زبان مبارک سے بھی فرمایا:’’بعثت الیٰ الاسود والا حمر‘‘ ﴿میں ہر کالے اور گورے کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔﴾ کوئی آدمی کسی نسل یا کسی رنگ سے تعلق رکھتا ہو، مشرق کا باشندہ ہو یا مغرب کا۔ میں سب کا رسول ہوں۔ میرے دائرہ رسالت سے کوئی باہر نہیں ہے۔ اب اللہ نے سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ سورۃ الرعد میں فرمان خداوندی ہے:’’انما انت منذر ولکل قوم ھاد (آیت:۷)‘‘ ﴿بیشک آپ ڈر سنانے والے ہیں۔﴾ اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوا کرتا ہے۔ حضرت علیؓ اس آیت کی تفسیر دو طریقے سے کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی یا ڈرانے والا آیا ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ آپ ہر قوم کے لئے ڈر سنانے والے ہادی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی ہادی یا ڈرانے والا نہیں آئے گا۔ کیونکہ اب سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔ اب نہ کوئی پیغمبر آئے گا، نہ وحی کا نزول ہوگا اور نہ ہی کوئی نئی شریعت آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:’’وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون (سبا:۲۸)‘‘ ﴿اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔﴾

اللہ تعالیٰ نے جو بھی اپنا نبی دنیا کے کسی خطے میں مبعوث فرمایا۔ اس کا دائرہ کار مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کو نینوا کی بستی میں جا کر تبلیغ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت لوط علیہ السلام کو حکم ہوا کہ سدوم کے شہر میں جا کر ڈیرہ جماؤ اور پھر سدوم، عمورا اور اردگرد کی دیگر بستیوں میں پہنچ کر اللہ کا پیغام سناؤ۔ انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری تھا اور مختلف انبیاء علیہم السلام کو مختلف علاقوں اور مختلف اقوام کی تبلیغ کے لئے بھیجا جا رہا تھا۔ حضور a نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل کا حال یہ تھا:’’کان تسوسھم الانبیاء‘‘ کہ ان کی سیاست ان کے نبی کرتے تھے اور پھر’’کلما ھلک نبی خلفہ نبی‘‘ جب ایک نبی دنیا سے چلا جاتا تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرا نبی بھیج دیتا۔ جب موسیٰ علیہ السلام اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ یوشع علیہ السلام کو بھیج دیا۔ جب حضرت یسعیاہ علیہ السلام کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل علیہ السلام کو مبعوث فرمادیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام جب رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ الیسع نبی کو مبعوث فرمایا۔ غرضیکہ جماعت کی سیاست اور لوگوں کی دیکھ بھال اور نظم و نسق نبیوں کے سپرد تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتم النبیین بنا کر بھیجا۔’’وختم بی النبیون‘‘ اور مجھ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا اور دین کو قیامت تک کے لئے کامل بنا دیا۔

جن وانس کے نبی

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ صرف تمام بنی نوع انسان کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ بلکہ میں جنات کی طرف بھی مبعوث ہوا ہوں۔ اللہ کی ساری مخلوق میں سے یہ دو قسم کی مخلوق ہی مکلف ہے۔ یعنی قیامت والے دن اپنے اعمال کے متعلق جواب دہ ہے اور انہی دو انواع کے افراد کے لئے جزا اور سزا کے

فیصلے ہوں گے۔میں نے عرض کیا کہ عام انسانوں کو تو یہ جنات نظر نہیں آتے مگر حضور علیہ السلام چونکہ جنات کے بھی نبی ہیں۔لہٰذا جس طرح آپ a انسانوں کو اللہ کا پیغام سناتے ہیں۔اسی طرح آپ a جنات کو بھی تبلیغ کرتے رہے۔جنات بھی حضور a کے امتی ہیں اور وہ آپ a پر ایمان لائے۔اللہ کے نبی نے اپنی زندگی میں چھ مرتبہ جنات کے وفود کو دین کی تعلیم دی۔یہ مواقع آپ a کو چار مرتبہ مکہ میں،ایک مرتبہ دوران سفر اور ایک مرتبہ مدینہ میں میسر آئے۔چنانچہ سورۃ الجن میں جنات کا اپنا بیان ہے:’’انا سمعنا قرانا عجبا، یهدی الی الرشد فامنابه، ولن نشرك بربنا احد (آیت،۲،۱) ‘‘﴿ہم نے تو بڑا عجیب قرآن پاک سنا ہے جو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے،لہٰذا ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔﴾ایک موقع پر نصیبین کے جن،مکہ مکرمہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ساری رات ان کو قرآن پڑھ کر سناتا رہا۔یہ جنات اسی مقام پر آئے تھے جہاں آج کل مسجد جن کے نام سے ایک مسجد موجود ہے۔اس وقت تو کھلی جگہ تھی۔بعد میں یادگار کے طور پر مسجد بنا دی گئی۔فرمایا یہ بہت اچھے جن تھے۔مجھ سے قرآن سنا اور اپنی قوم کے لئے مبلغ بن گئے۔

ناسخ اور منسوخ شرائع الٰہیہ

سابق ادوار میں جب ایک نبی اپنا وقت گزار کر اس دنیا سے چلا جاتا تو اس کی جگہ پر آنے والا دوسرا نبی اللہ کے حکم سے سابقہ شریعت کو منسوخ کر دیتا اور نئی شریعت کو جاری کر دیتا۔حتیٰ کہ جب اللہ کے آخری نبی کا دور آیا تو پہلی تمام شرائع منسوخ ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب،آخری شریعت اور آخری پروگرام نافذ کر دیا۔جو کبھی منسوخ نہیں ہوگا۔بلکہ قیامت تک یہی شریعت نافذ العمل رہے گی۔شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں باب باندھ کر ناسخ اور منسوخ شرائع کی حکمت عملی بیان کی ہے۔کہتے ہیں کہ انسانی معاشرہ اور شریعت الٰہیہ کی مثال ایک مریض اور علاج معالجہ کی ہے۔انسانی امراض دو قسم کے ہوتے ہیں۔یعنی جسمانی اور روحانی۔جسمانی بیماری کا علاج جڑی بوٹیوں یا ان سے تیار کردہ دوائیوں سے کیا جاتا ہے۔جسمانی بیماری کتنا بھی طول پکڑ جائے یہ بہرحال ختم ہو جاتی ہے۔اگر دوائی کے استعمال سے صحت ہو گئی تو بیماری چلی گئی۔اگر بیماری کا انجام موت ہوا تو پھر موت کے ساتھ بیماری بھی چلی گئی۔مگر روحانی مرض ایک ایسی بیماری ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔بلکہ ابدالآباد تک انسان کو مصیبت میں جتلا رکھتی ہے۔

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مختلف ادوار میں نازل ہونے والی آسمانی شرائع دراصل انسانوں کی روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔جس دور میں لوگوں کو جس قسم کی روحانی بیماریاں لاحق ہوتی رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے علاج کے لئے اسی مناسبت سے آسمانی شرائع نازل فرماتا رہا ہے۔چنانچہ اس آخری دور کی آخری کتاب کے متعلق فرمایا:’’وننزل من القران ماهو شفاء ورحمة للمومنين (بنی اسرائیل:۸۲) ‘‘﴿اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو اہل ایمان کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔﴾اللہ نے اس بیماری اور علاج کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی ہے:’’یایها الناس قد جاء تكم موعظة من ربكم وشفاء لما فى الصدور

(یونس:۵۷)’’اے لوگو! تحقیق آچکی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کی طرف سے اور جو سینوں کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔‘‘ مطلب یہ ہے کہ آسمانی ہدایت روحانی بیماریوں کے لئے شفاء ہوتی ہے۔

یہ تو ایک عام فہم بات ہے کہ کوئی سمجھدار حکیم یا ڈاکٹر جسمانی طور پر آدمی کا اس کی بیماری کے حسب حال ہی علاج کرتا ہے۔ کبھی اس کو گرم دوائی دیتا ہے اور کبھی سرد دوائی دیتا ہے۔ کبھی کسی چیز کا پرہیز کراتا ہے تو کبھی کسی چیز کا استعمال روک دیتا ہے۔ غرضیکہ جوں جوں بیماری کی نوعیت بدلتی جاتی ہے۔ اس کا علاج اور پرہیز بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ ڈاکٹر بھی عجیب آدمی ہے جو کبھی کوئی دوائی دیتا ہے اور کبھی کوئی اور کبھی کسی چیز کا پرہیز بتلاتا ہے اور کبھی کسی چیز سے منع کردیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر یا حکیم بے وقوف نہیں جو بدل بدل کر دوائی استعمال کراتا ہے۔ بلکہ مریض کے مرض کی نوعیت کا تقاضا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اس کے حسب حال یہ علاج تجویز کرتا ہے۔

آسمانی شرائع کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہئے۔ جس زمانے میں جس قسم کی ضرورت ہوتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی معرفت اسی قسم کے قوانین نازل فرماتا رہا ہے۔ جس قانون کی ضرورت باقی نہ رہتی اس کو منسوخ کردیا جاتا اور اس کی جگہ نیا قانون اور نئی شریعت نازل کردی جاتی۔ جو لوگوں کی ضرورت کے مطابق ہوتی اور ان کی روحانی اور اخلاقی بیماریوں کے لئے شفا بخش ہوتی۔ آسمانی شرائع کو ایک آدمی کی زندگی کے مختلف ادوار اور اس کی ضروریات کے ساتھ بھی تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ آغاز میں بچہ بے شعور ہوتا ہے اور اس کی ضروریات اس کی کم سنی کے مناسب حال ہوتی ہیں۔ اس کے والدین اس کو وہی چیزیں استعمال کراتے ہیں جو عمر اور ذہنی نشوونما کے لحاظ سے اس کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ پھر وہی بچہ سن شعور کو پہنچتا ہے تو اس کی ضروریات بھی بدل جاتی ہیں۔ اب وہ بچپن والی خوراک اور دیگر ضروریات زندگی اس کے لئے مفید نہیں ہوتیں۔ بلکہ عمر کی مناسبت، جسمانی ساخت اور ذہنی ترقی کے لحاظ سے اس کی ضروریات اور لوازمات زندگی بدل جاتے ہیں۔ پھر وہی انسان بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی ضروریات بھی مزید بدل جاتی ہیں۔ پھر اس پر انحطاط کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ بوڑھا ہو جاتا ہے۔ جسمانی اور ذہنی طور پر ضعیف ہو جاتا ہے تو ان مختلف ادوار میں اس کے لوازمات زندگی بھی بدلتے رہتے ہیں۔

انسانی زندگی کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ تاریخ انسانی کبھی نوح علیہ السلام کے دور سے گزری۔ کبھی ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا۔ زمانہ ترقی کرتا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن کی نشوونما کے لئے آسمانی شرائع بھی تبدیل ہوتی رہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے ادوار آئے اور انسانی اذہان میں مزید تغیر وتبدل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کے مناسب حال آسمان سے شرائع نازل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ حضور نبی کریم a کے زمانہ تک انسانی ذہن کا ارتقاء اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ جس طرح مادی دنیا میں آئے دن ترقی ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ آج ہم پوری دنیا کو ایک خاندان کی صورت میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔

دنیا کے کسی خطے امریکہ، روس، چین، جاپان اور ایشیاء میں کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو دنیا کے گوشے گوشے میں فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ اسی طرح حضور a کے زمانہ مبارکہ تک انسانی ذہن کی بالیدگی بھی اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی۔ اب مزید کسی تغیر وتبدل کا امکان نہ تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی پر اپنی آخری کتاب کی شکل میں آخری شریعت نافذ کردی۔ سابقہ تمام شرائع کو منسوخ کر کے اس آخری شریعت کو قیامت تک کے لئے قابل عمل قرار

دے دیا۔ اب آئندہ نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ کتاب اور نہ شریعت۔ یہ آخری شریعت اور دین اس قدر ترقی یافتہ ہے کہ قیامت تک کسی مزید قانون کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔

مادی لحاظ سے زمانہ کتنا بھی ترقی کر جائے مگر یہ آخری آسمانی شریعت ہمیشہ حسب حال ثابت ہوگی۔ اب کسی اور قانون اور شریعت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ نہ ہی کسی ہادی و پیغمبر کی ضرورت محسوس ہوگی۔ یہ قیامت تک کے لئے مکمل دین اور شریعت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ‘‘میں نے آج کے دن تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو ہی بطور دین پسند کیا ہے۔ گزشتہ تمام احکام منسوخ ہوچکے۔ اب یہ آخری قانون ہے جس میں ترمیم و تنسیخ کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تکمیل دین کی یہ آیت کریمہ حضور a کی تریسٹھ سالہ زندگی کے آخری حصہ میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نازل نہیں فرمایا بلکہ احکام کے لحاظ سے یہ آخری آیت تھی۔ اللہ کے نبی نے نبوت کے تیرہ سالہ مکی دور میں بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں۔ کفار و مشرکین نے آپ کو اور آپ کے مشن کو ختم کرنے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوسکے۔ پھر آپ مدینہ تشریف لے آئے تو وہاں بھی دشمنوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ حتیٰ کہ مدنی زندگی کے پورے دس سال کے عرصہ میں آپ کو جنگوں میں الجھائے رکھا۔ بالآخر جب ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوگیا تو اہل ایمان کو کچھ چین نصیب ہوا اور آخر ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تسلی دی اور فرمایا: ’’الیوم یئس الذین کفروا من دینکم ‘‘آج کے دن کفار تمہارے دین سے مایوس ہوچکے ہیں۔ انہوں نے سرتوڑ کوشش کی کہ کسی طرح یہ دین اپنے آغاز میں ہی ختم ہوجائے۔ مگر اللہ کا منشاء یہ تھا کہ اس دین کو تمام ادیان عالم پر غالب کردیا جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا منشاء پورا ہوگیا ہے اور کفار اپنی تمام تر حیلہ سازیوں کے ساتھ اب مایوس ہوچکے ہیں۔ وہ جان چکے ہیں کہ اسلام کو اب مٹایا نہیں جاسکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’فلا تخشوھم ‘‘اب کفار و مشرکین سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ ’’واخشون ‘‘اب صرف مجھ ہی سے ڈریں کہ میرے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوجائے۔

غلبہ کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ یعنی علمی اعتبار سے اور سیاسی اعتبار سے۔ علمی یعنی دلائل کے اعتبار سے تو اسلام کو شروع ہی سے غلبہ حاصل رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اس کے مقابلے میں کوئی بھی دوسرا دین اپنی حقانیت کو ثابت نہیں کرسکتا۔ جہاں تک اسلام کی سیاسی قوت کا تعلق ہے تو یہ ساڑھے چھ سو سال تک قائم رہی اور دنیا کی کوئی طاقت مادی لحاظ سے بھی مسلمانوں کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں کرسکتی تھی۔ گویا تاتاریوں کے زمانے تک اسلام کو علمی اور سیاسی دونوں لحاظ سے پوری دنیا پر تسلط حاصل رہا ہے۔ اس کے بعد انحطاط شروع ہوگیا۔ مسلمانوں میں کمزوریاں آنی شروع ہوگئیں۔ حتیٰ کہ دنیا میں ان کی مادی قوت باقی نہ رہی اور یہ آہستہ آہستہ دوسروں کے دست نگر بن کر رہ گئے۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کردیا ہے۔ اب کسی نئے نبی، نئے دین اور نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ تکمیل دین کا یہ اعلان پہلے کسی نبی کے دور میں نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ سعادت حضور خاتم النبیین a کے حصہ میں آئی کہ اب آپ کا دین ناقابل ترمیم و تنسیخ ہے۔ ظاہر ہے کہ تکمیل دین کے لفظ سے ہی واضح ہے کہ اب

اس دین میں کسی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر تکمیل دین کا دعویٰ باطل رہ جاتا ہے۔

ترمیم و تنسیخ کی ناپاک جسارت

تو بھائی! میں نے تکمیل دین کا مسئلہ آپ کے سامنے واضح کر دیا ہے۔ اب اگر کوئی مردود اٹھ کر کہہ دے کہ اب جہاد منسوخ ہو گیا ہے یا اب بیت اللہ کا حج کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟ مرزا قادیانی کے نزدیک اب جہاد کی فرضیت ختم ہو چکی ہے اور بہاؤ اللہ ایرانی کہتا ہے حج منسوخ ہو چکا ہے۔ اب آپ ہی انصاف فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو دین اسلام کی تکمیل فرمادی ہے۔ یعنی اس کا کوئی حکم اب ناقابل ترمیم و تنسیخ ہے۔ مگر یہ بدبخت بعض احکام کی تنسیخ کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں۔ جو آدمی اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کافر اور مرتد ہے۔ کسی نے ڈاکٹر اقبال مرحوم سے اس شعر کا مطلب پوچھا:

آں یکے حج را دگر جہاد را

تو آپ نے بتایا کہ بہاؤ اللہ مردود نے بزعم خود حج کو منسوخ قرار دیا جبکہ غلام احمد قادیانی نے جہاد کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیا۔ اللہ نے تو ہر لحاظ سے تکمیل دین کا اعلان فرما دیا تھا۔ اس کے قوانین اور ضوابط کی تشریح حضور a نے اپنی زبان اور اپنے عمل سے کر دی۔ مگر آج بعض لوگ تکمیل دین کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ العیاذ اللہ۔ حقیقت یہ ہے کہ نوع انسانی کی بہتری کے لئے دین محمدی سے بہتر کوئی قانون نہیں ہے جو اس کی جگہ لے سکے۔

واحد قابل اتباع دین

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آخری شریعت کے ایک ایک حکم میں اتنی مصلحتیں اور اتنی حکمتیں رکھی ہیں کہ اگر تمام نوع انسانی کی عقلوں کو جمع کر دیا جائے تو پھر بھی وہ حکمت الٰہی کے مقابلے میں ایک بھی حکمت اور مصلحت ظاہر نہیں کر سکتیں۔ یہ دین محمدی اتنا کامل اور ناقابل ترمیم و تنسیخ دین ہے، خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’انا والساعۃ کھتین ‘‘یعنی میں اور قیامت اس طرح آگے پیچھے ہیں جس طرح یہ دو انگلیاں، آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی جمع کر کے فرمایا۔ مطلب یہ کہ جس طرح ایک انگلی دوسری انگلی سے ذرا آگے بڑھی ہوئی ہے۔ اسی طرح میں ذرا آگے آیا ہوں اور میرے پیچھے قیامت ہی آنے والی ہے۔ ہمارے درمیان اب نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ شریعت آئے گی اور نہ ہی کوئی آسمانی کتاب نازل ہوگی۔ گویا یہ آخری دین اس قدر کامل ہے کہ اب تا قیامت کسی دوسرے قانون کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

حضرت جابرؓ کی روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم a نے ارشاد فرمایا: ’’والذی نفس محمد بیدہ ‘‘اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام جیسا صاحب کتاب و شریعت جلیل القدر پیغمبر بھی تمہارے سامنے آجائے’’فاتبعتموہ و ترکتمونی ‘‘اور تم مجھے چھوڑ کر اس کا اتباع کرنے لگو۔ تو یاد رکھو’’لضللتم عن سواء السبیل ‘‘تم صراط مستقیم سے بھٹک جاؤ گے۔ یہ تو اتنا کامل دین ہے کہ اب اللہ کے آخری نبی کی اتباع ہی کامیابی کی ضامن ہے۔ حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کا اتباع بھی گمراہی کے گڑھے میں گرا دے گا۔ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی کتب احادیث میں موجود ہے:’’لوکان موسیٰ حیاء وادرک

نبوتی لاتبعنی ''اگر اس دور میں موسیٰ علیہ السلام زندہ ہو کر آ جائیں تو میری نبوت کا دور پالیں تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ وہ بھی میری شریعت پر ہی عمل کریں گے۔ فرمایا، میں تمام اقوام کا نبی اور تمام انبیاء کا بھی نبی ہوں۔ معراج کے موقع پر جب اول و آخر تمام انبیاء علیہم السلام جمع تھے'' فامتهم ''تو میں نے ہی ان کی امامت کرائی تھی۔ یہ شرف کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں ہوا تھا۔ میں امام تھا اور باقی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مقتدی تھے۔ اب آج کے دور میں اگر کوئی بدبخت کہتا ہے کہ میں نبی آخر الزمان سے بہتر ہوں۔ لہٰذا میرا اتباع کرو، تو اس کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟

حضرت جابرؓ کی روایت میں آتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت عمرؓ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور! ہم یہودیوں کی بعض باتیں سنتے ہیں جو ہمیں بڑی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان باتوں کو لکھ لیا کریں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت عمرؓ جیسا جاں نثار اور عظیم مومن سوال کر رہا ہے، کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ مگر رسالت مآب a جواباً ارشاد فرماتے ہیں۔ اے عمرؓ! کیا اس طریقے سے تم بھی اسی طرح حیران و پریشان ہونا چاہتے ہو جس طرح یہود و نصاریٰ پریشان ہوتے تھے؟ پھر آپ a نے ارشاد فرمایا'' لقد جئتکم بها ''لوگو! میں تمہارے پاس واضح، روشن، کامل اور اکمل شریعت لے کر آیا ہوں۔ اس کی موجودگی میں کسی دوسری شریعت، قانون یا ضابطے کی ضرورت نہیں ہے۔

فرمایا:'' لوکان موسیٰ حیا ما وسعه الا اتباعی ''اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہو کر آ جائیں تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ تم کس خیال میں پھر رہے ہو۔ مجھ سے پہلے کے تمام احکام اور شرائع منسوخ ہو چکے ہیں۔ اب صرف یہی آخری شریعت قابل اتباع ہے۔ حتیٰ کہ اگر بالفرض صاحب شریعت پیغمبر موسیٰ علیہ السلام بھی دنیا میں زندہ ہو کر آ جائیں تو وہ بھی اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے بلکہ میری شریعت ہی کا اتباع کریں گے۔ یہ ایسا واضح اور روشن دین ہے کہ جس میں رد و بدل یا ترمیم و تنسیخ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اب میرا ہی لایا ہوا دین قابل عمل ہے۔ اب حلال وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے نبی نے اللہ کے حکم سے حلال ٹھہرایا ہے اور حرام بھی وہی ہے جس کو شریعت محمدی میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ دین وہی ہے جو اللہ کے نبی نے مقرر کیا ہے اور جس چیز کی آپ نے خبر دی ہے وہ حق اور سچ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:'' وتمت کلمة ربك صدقا وعدلا (الانعام:۱۱۵) ''﴿ تیرے پروردگار کے کلمات خبر اور عدل کے لحاظ سے تمام ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ہر کلمہ کی خبر حق ہے اور ہر حکم عدل پر مبنی ہے۔ لہٰذا اس میں اب کسی رد و بدل کی گنجائش نہیں ہے۔﴾

جہاد کی ابدی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بار بار حکم دیا ہے:'' جاهدوا باموالكم و انفسكم فى سبيل الله (التوبه:۴۱) ''﴿ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔﴾ جہاد بھی دیگر فرائض کی طرح ایک فریضہ ہے۔ بعض اوقات جب دشمن ہجوم کر کے آ جائے تو جہاد ہر مسلمان کے لئے فرض عین بن جاتا ہے۔ بصورت دیگر جہاد فرض کفایہ تو ہر وقت ہے:'' فضل الله المجهدين على القاعدين اجر عظيما (النساء:۹۵) ''﴿ اللہ

تعالیٰ نے بیٹھنے والوں کے مقابلہ میں جہاد کرنے والوں کو فضیلت اور اجر عظیم عطاء فرمایا ہے۔﴾

ادھر دین بھی کامل ہو چکا ہے۔ جس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ مگر کس قدر ملعون ہے مرزا غلام احمد قادیانی، جو کہتا ہے کہ چونکہ اب مسیح آ چکا ہے۔ لہٰذا اب جہاد قطعاً حرام ہے۔ اس ضمن میں اس بدبخت کے چند اشعار بھی سماعت کرلیں جو اس کی بدبختی کا واضح ثبوت ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو رکھتا ہے یہ اعتقاد

انگریزی نبی

دوسری جگہ اس انگریزی نبی کی یہ عبارت بھی موجود ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کرو کیونکہ یہ خود ساختہ نبوت اسے انگریزوں کی عطاء کردہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کہا ہے کہ میں انگریز کا خودکاشتہ پودا ہوں۔ جو ان کے منشاء کو پورا کرنے پر مامور ہوں۔ انگریزوں نے ایشاء و مشرق میں مسلمانوں سے سلطنت چھین لی اور خلافت اسلامیہ کو درہم برہم کر دیا تھا۔ اب انگریزی سلطنت کے استحکام کے لئے ضروری تھا کہ مسلمانوں کے اذہان سے جذبہ جہاد کو نکال باہر کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر یہ جذبہ باقی رہتا ہے تو مسلمان کسی بھی وقت انگریزی سلطنت کے لئے خطرہ کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا تاکہ وہ برطانیہ عظمٰی کے حق میں رائے ہموار کرے اور مسلمانوں کو باور کرا سکے کہ انگریزوں کی وفاداری ان کا مذہبی فریضہ ہے۔ الغرض! قادیانی فتنہ انگریزوں کا قائم کردہ فتنہ ہے اور مرزا قادیانی انگریزی نبی ہے۔ اس کا اندازہ صرف اسی حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ جہاد کی فرضیت اور اس کے احکام پر مشتمل ہے۔ جبکہ یہ ملعون محض انگریزوں کی رضا کے لئے کہتا ہے کہ جہاد حرام ہو چکا ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ سلطان ٹیپوؒ انگریزوں کے ساتھ ہی مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوا تھا۔ اس سانحہ پر بصیرت والے لوگوں نے کہا تھا کہ افسوس آج عرب و عجم کی عزت ختم ہوگئی ہے۔ وہ بڑا مجاہد انسان تھا۔ جس نے خود جام شہادت پی کر جذبہ جہاد کو زندہ رکھا۔ اس کے بعد اللہ نے برصغیر میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے مجاہد پیدا کئے۔ پھر بہت سے دیگر علماء آئے جنہوں نے جہاد کا علم سرنگوں نہ ہونے دیا۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے لکھا ہے کہ طرابلس کی جنگ میں دیوبند کے علماء بھی برابر کے شریک تھے۔

قادیانی وزیر خارجہ

یہ پاکستان کی بدقسمتی تھی کہ اس کے معرض وجود میں آنے پر اس کو وزیر خارجہ بھی قادیانی ملا۔ جس نے پاکستان کی خارجہ پالیسی پر بڑا برا اثر ڈالا۔ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی نے ایسی پالیسی اختیار کی کہ جس سے اسلامی ممالک ایک دوسرے کے خلاف ہوگئے۔ عیسائی سارے ایک طرف ہیں جبکہ مسلمان مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے

ہیں۔ایک ایسے آدمی کو سفیر بنا کر بھیجا جس نے سارے معاملات پہلے سے بھی خراب کر دیئے۔اگر پاکستان کے کرتا دھرتا ذرا بھی عقل وشعور سے کام لیتے تو افغانستان جیسا چھوٹا سا ملک پاکستان کے خلاف نہ جاتا۔افغانستان جیسے پسماندہ ملک کے ساتھ خیر خواہی کا اظہار ہوتا۔اس کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا تو یہ اغیار کی پناہ میں کیوں جاتا؟ ہمارا دین ایک ہے،مذہب اور عقیدہ ایک ہے۔مگر ذرا سی کوتاہی کی وجہ سے افغانستان روس اور ہندوستان کی گود میں بیٹھا ہے۔جس کی وجہ سے ہمارے لئے بیرونی خطرات بڑھ گئے ہیں۔

قادیانیوں کی الگ حیثیت

جب ہم قادیانی مسئلہ کے حل کے لئے زور دیتے ہیں تو ہمیں جواب دیا جاتا ہے کہ یہ نوے سالہ پرانا مسئلہ ہے اور اتنی آسانی سے حل نہیں ہوسکتا۔بھائی!ٹھیک ہے بڑا پرانا مسئلہ ہے۔مگر یہ تو خود انگریزوں کا پیدا کردہ معاملہ ہے۔ان کے دور میں یہ کیسے حل ہوسکتا تھا؟اب جبکہ قادیانیت کے بانی مبانی اس ملک سے رخصت ہو چکے ہیں۔تو اس مسئلہ کے حل میں کوئی دیر نہیں ہونی چاہئے۔ڈاکٹر اقبال مرحوم نے بھی آج سے چالیس سال قبل کہا تھا کہ برطانوی گورنمنٹ اور مسلمان دونوں کے لئے اسی میں فائدہ ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قوم قرار دیا جائے۔یہ قادیانی ہندوستان اور اسلام دونوں کے غدار ہیں۔خود مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں۔ڈاکٹر اقبال نے بڑی وضاحت سے بیان کیا تھا کہ قادیانی سارے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔لہٰذا انہیں مسلمانوں کے ساتھ شمار نہیں کرنا چاہئے۔یہ خود کو مسلمان اس لئے شمار کرتے ہیں تاکہ اقتدار میں زیادہ سے زیادہ حصہ حاصل کر سکیں۔مسلمانوں کے تمام فرقوں نے مرزائیوں کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔اب یہ کہتے ہیں کہ بائیکاٹ حضور علیہ السلام کے اسوہ کے خلاف ہے۔یہ بھی عجیب اور بودی دلیل ہے۔حقیقت یہ ہے کہ بائیکاٹ تو خود آپ a کے اسوہ سے ثابت ہے۔وہ تین مسلمان جو اپنی سستی کی وجہ سے جنگ تبوک میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔اللہ کے نبی نے ان کا بائیکاٹ کروادیا تھا۔کوئی بھی مسلمان ان سے سلام تک کا روادار نہ تھا۔حتیٰ کہ ان کی بیویاں بھی ان سے الگ کر دی گئیں۔یہ بائیکاٹ پچاس دن تک جاری رہا۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

اللہ کے نبی نے تو ایک معمولی سی کوتاہی پر اتنا بڑا بائیکاٹ کروادیا۔مگر یہاں تو تحفظ ختم نبوت کا سوال ہے۔ان مردودوں نے تو نئی نبوت کھڑی کر دی ہے۔ان کے ساتھ بائیکاٹ کرنا تو معمولی بات ہے۔ڈاکٹر اقبال نے اسی لئے تو کہا تھا کہ اگر ان کو اقلیت قرار دے دیا جائے تو مسئلہ ختم ہو جائے گا اور کوئی مسلمان ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرے گا۔مسلمان مطمئن ہو جائیں گے اور دیگر اقلیتوں کی طرح ان کے مال وجان کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے۔جس طرح عیسائیوں،ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہے۔وہ اپنے مذہب پر قائم ہیں۔اسی طرح قادیانیوں کے ساتھ بھی پوری رواداری کا سلوک ہوگا۔ان کے مال،جان،عزت وآبرو محفوظ ہوں گے اور یہ اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں گے۔ہاں جب تک یہ بے دین مسلمانوں کے ساتھ ملے ہیں،امن قائم نہیں ہوسکتا۔علماء ان کے ساتھ بائیکاٹ کی تلقین کرتے رہیں گے۔

ادھر ظفر اللہ قادیانی کا دھمکی آمیز بیان سن لیں۔ کہتے ہیں کہ اگر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو وہ مزاحمت کریں گے۔ یادرکھو! اور خوب کان کھول کر سن لو، اگر قادیانیوں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو مسلمان بھی پوری قوت کے ساتھ ان کا جواب دیں گے اور ان کو غیر مسلم قرار دیئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ حضور علیہ السلام کی ختم نبوت پر ایمان رکھنے والا کوئی مسلمان ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پکی کرنے کے لئے ان بدبختوں نے ہندوؤں اور سکھوں کے رہنماؤں کو بھی نبی تسلیم کرنے سے گریز نہیں کیا۔ ۱۹۳۲ء میں ظفر اللہ نے ایک بیان میں کہا تھا، خدا کے راست باز نبی رام چندر پر سلامتی ہو، کرشن، زرتشت، بدھ پر سلامتی ہو، بابا نانک پر سلامتی ہو اور احمد یعنی غلام احمد پر سلامتی ہو۔ دیکھ لیں یہ کتنی گہری سازش ہے اور ہندوؤں کے ساتھ ملی بھگت ہے۔ یہ ہندوستان جاتے ہیں تو ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور پاکستان کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ ہندوستان بھی ان مرزائیوں کو آلہ کار بنا کر اپنا مقصد پورا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

تمام دنیا کے علماء قادیانیوں کے خلاف فتوٰی دے چکے ہیں کہ یہ اسلام سے خارج ہیں۔ تمام عرب ممالک اور دیگر اسلامی ممالک کھل کر کہہ چکے ہیں کہ یہ مردود اور ملعون ہیں۔ ان کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اس کے باوجود ہماری حکومت اس مسئلہ میں لیت ولعل کر رہی ہے جو کہ بعید از فہم ہے۔ حکومت کو یہ مسئلہ واضح کر دینا چاہئے اور صاف صاف اعلان کرنا چاہئے کہ وہ کسی ڈر کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں کا مطالبہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اس مسئلہ کو قرآن کے مطابق حل نہ کیا تو پھر آپ کی حکومت بھی باقی نہیں رہے گی۔ آج نہیں تو کل چلی جائے گی۔ تم اپنے اقتدار کی حفاظت کے لئے ان کو غیر مسلم قرار دینے سے خوف کھاتے ہو۔ تم امریکہ، برطانیہ، فرانس اور روس سے ڈرتے ہو کہ وہ ناراض ہو جائیں گے۔ یادرکھو! اگر تم نے ان غیر مسلم طاقتوں کو خوش کرنے کی کوشش کی تو تم سے اللہ ناراض ہو جائے گا اور پھر تمہیں اس کے عتاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا اور جہنم کی بشارت ہم سنا دیں گے۔

حرف آخر

اللہ کا فرمان تو یہ ہے: ’’فلا تخشوهم واخشون ‘‘ان بدبختوں سے مت ڈرو۔ بلکہ میری نافرنی سے ڈرو۔ اس معاملہ میں عرب ممالک کا اتباع کرو۔ آج کوئی قادیانی کسی عرب ملک میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تم کو کس کا ڈر ہے؟ ہم برملا کہیں گے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرو کہ کہیں اس کی گرفت میں نہ آ جاؤ۔ مسئلہ بالکل واضح ہو چکا ہے۔ اب حیل وحجت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تمام کر دی ہے: ’’ورضيت لكم الاسلام دينا ‘‘﴿اور تمہارے لئے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔ اس کو اپنے اوپر نافذ کرو۔﴾ دوسری جگہ فرمایا کہ: ’’يايها الذين امنوا ادخلوا في السلم كافة ولا تتبعوا خطوت الشيطن انه لكم عدو مبين (البقرہ:۲۰۸) ‘‘﴿اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔﴾ غرضیکہ اب مرزائیوں کے متعلق حتمی فیصلہ کر کے اسلام میں مکمل داخلے کا ثبوت پیش کرنا ہوگا۔

اب پاکستان کے حکمرانوں کو پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونا ہوگا اور اسلام کے متفقہ مسئلہ میں کوئی حجت بازی نہیں چلے گی۔ اگر کوئی ایسی کوشش کی گئی تو یہ شیطان کا اتباع ہوگا جو خود کو دھوکہ دینے والی بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے عقیدہ وایمان کی حفاظت فرمائے۔ بیماروں کو شفا اور فوت شدگان کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے: ''سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لااله الا انت استغفرك واتوب اليك'' (تاریخ خطبہ غالباً ۱۹۷۴ء...... بشکریہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ۲۰۱۲ء)

ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۸؍مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب سے لے کر رات دو بجے تک جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف والوں نے کی جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے کانفرنس کی مکمل سرپرستی فرمائی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض قاری محمد امجد مدنی اور مولانا محمد علی صدیقی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا، قاری سمیع اللہ نے تلاوت کی سعادت حاصل کی، پھر مولانا محمد راشد مدنی اور مفتی حفیظ الرحمن کے بیانات ہوئے بعد نماز عشاء دوسری نشست میں تلاوت قاری محمد یونس نے کی اور حافظ عبداللہ عبدالقادر نے ہدیہ نعت پیش کیا، اس کے بعد مولانا قاضی احسان احمد کا ولولہ انگیز خطاب ہوا، بعدازاں مولانا عبدالمجیب قریشی پیر شریف والوں کا خطاب ہوا، پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت دم توڑ رہی ہے، قادیانیت دن بدن روبہ زوال ہو رہی ہے، قادیانیوں کی کثیر تعداد حلقہ بگوش اسلام ہو رہی ہے اور وہ وقت بھی آئے گا کہ قادیانیت ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔ اس کے بعد حافظ محمد اشفاق نے نظمیں پڑھیں پھر مولانا احمد حسن عباسی درگاہ شاہ پور چاکر والوں کا مختصر خطاب ہوا، اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے قراردادیں پیش کیں۔ آخر میں شیخ المعقول والمنقول سائیں حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی کا تفصیلی خطاب ہوا اور انہوں نے دعا کرائی۔ اس کانفرنس میں پورے سندھ سے محبان ختم نبوت نے ہزاروں کی تعداد میں قافلوں کی صورت میں بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے مبلغین ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا تجمل حسین نے اندرون سندھ کا دورہ کیا، اسی دورہ کے دوران نواب شاہ شہر کی مساجد اور مدارس میں بیانات سمیت مختلف شہروں میں دعوتی پروگرامز کیے گئے اور عوام الناس کو کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں، ہر کمیٹی نے اپنی ذمہ داری خوب نبھائی، خصوصاً قاری محمد انیس، قاری امجد مدنی، قاری تصور، قاری علی اصغر، بھائی بلال خان، بھائی عبدالرؤف سمیت مقامی جماعت کے عہدیداروں نے خوب محنت کی۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے جن ساتھیوں نے تعاون کیا اور وہ سب مسلمان جو اس کانفرنس میں شریک ہوئے اللہ تعالیٰ سب کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے اور ختم نبوت کے صدقے بروز محشر حضور a کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین!

ترک قادیانیت!

قسط نمبر:3 عبدالقیوم سرگودھا!

اگر کوئی کتاب وسنت کے خلاف یہ مان ہی لیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں تو پھر اسے یہ عقیدہ اپنا لینا چاہئے کہ اب کسی مسیح نے آنا ہی نہیں۔ اگر کسی نے ضرور آنا ہی ہے تو وہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم ہوں گے۔ کوئی دوسرا نہیں آسکتا۔ کیونکہ کتاب وسنت میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ عیسیٰ بن مریم کے بجائے کسی اور نام کے شخص نے آنا ہے۔ یا کسی مثیل مسیح نے آنا ہے۔ یہ بھی عجیب مذاق ہے کہ آنے والے مسیح کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا احادیث سے اور پھر اپنی احادیث کو نظرانداز کر کے یہ تاویل کی جائے کہ وہ آنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ ان کا کوئی مثیل ہوگا۔ ’’اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۶۹)

یعنی قرآن مجید کی وہ آیتیں پہلے مسیح موعود یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی تھیں۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اپنا پروگرام تبدیل کر لیا اور آیات مرزا قادیانی کے حق میں کر دیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی۔ گویا مرزا قادیانی اعتراف کرتے ہیں کہ وہ قرآن وحدیث کی بنیاد پر مسیح موعود نہیں بلکہ اپنے الہامات کی بنیاد پر مسیح موعود ہیں۔ دجل وفریب کی حد ہے کہ آیات کا مصداق بدلا دیا گیا۔ وہ بھی خودساختہ الہامات کے ذریعے مرزا قادیانی کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل امر نہیں۔

محترم باقر علی نے پوچھا کہ کیا مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حقیقت کاملہ کا علم محمد رسول اللہ، صحابہ کرامؓ اور پوری امت کے مسلمانوں کو نہ تھا۔ جواباً عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے لکھا چودہ سو سال کے مسلمان اس نزول کی حقیقت سے بے خبر تھے۔ یہ الہام پہلی بار مجھے ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور ان کی جگہ آنے والا مسیح مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ میرے سوا نزول کی حقیقت سے نبی کریم a اور صحابہ کرام اور تمام مسلمان بے خبر تھے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت a پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی ہو اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

مرزا قادیانی کا علم محمد رسول اللہ a سے زیادہ ماننا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ پوری امت کے مسلمانوں کا

عقیدہ ہے کہ حضور a تمام اولین اور آخرین سے زیادہ علم والے ہیں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں جو حقیقتیں آپ a پر نہ کھولی گئیں۔ وہ صرف مجھ پر کھولی گئیں۔ اس سے بڑھ کر شان رسالت a کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے؟۔ مزید مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’اے بھائیو! یہ وہ بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلی صدی کے مسلمانوں (یعنی صحابہ کرامؓ) سے چھپا رکھا تھا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۴۲۶، خزائن ج۵ ص۴۲۶)

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم a اور صحابہ کرامؓ سے چھپائے رکھا۔ پہلی بار مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ استغفراللہ!

مرزا قادیانی کہتے ہیں: ’’مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ نزول اپنے اصل مفہوم کے لحاظ سے حق ہے۔ لیکن مسلمان اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کو پردہ اخفاء میں رکھنے کا تھا۔ پس اللہ کا فیصلہ غالب آیا اور لوگوں کے ذہنوں کو اس مسئلہ کی حقیقت روحانیہ سے خیالات جسمانیہ کی طرف پھیر دیا گیا اور وہ اسی پر قانع ہو گئے اور یہ مسئلہ پردہ اخفاء ہی میں رہا جیسے کہ دانہ خوشے میں چھپا ہوتا ہے۔ کئی صدیوں تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آ گیا...... پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی حقیقت کو ہم پر منکشف کیا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۲،۵۵۳، خزائن ج۵ ص۵۵۲،۵۵۳)

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت حضور نبی کریم a اور صحابہ کرامؓ سے چھپائی رکھی اور صرف مجھ پر منکشف کی۔ کذب اور دجل کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

حضور نبی اکرم a نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا: ’’ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رأیتم اختلا فاعلیکم بالسواد الاعظم (ابن ماجه:۲۸۲)‘‘ میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو تم پر سواد اعظم کے ساتھ رہنا لازم ہے۔

مسیلمہ پنجاب کا فتنہ مسیلمہ کذاب کے فتنہ سے زیادہ سنگین ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۱۹؍اپریل کو خطبہ جمعہ مرکزی مسجد تالاب بازار ٹوبہ میں دیتے ہوئے کہا کہ مرزائیت، گوہر شاہیت مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہیں وہ دور خیر القرون کا تھا، مدعی نبوت کے خلاف حضرات صحابہؓ کی جماعت نے اپنی جانوں کی قربانی دیتے ہوئے، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایمانوں اور نظریات کی حفاظت کی، یہ فحاشی وعریانی اور گمراہی کا دور ہے، اس گئے گزرے دور میں ناموس رسالت وعقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ تمام مسالک کی متفقہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کے ایمان کی سلامتی کے لئے دن رات ہر جگہ، ہر مسجد ومدرسہ، اسکول وکالج، یونیورسٹی اور ہر گھر اپنا پیغام پہنچا رہی ہے۔ ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے قاسمیہ مسجد فیض کالونی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جھوٹا مدعی نبوت مدعی الوہیت سے زیادہ خطرناک ہے، اس لئے سیدنا صدیق اکبرؓ نے یہود ونصاریٰ سے مقابلہ کی بجائے مسیلمہ کذاب سے مقابلہ کرنے کو مقدم رکھا۔ ان تمام پروگراموں کی سرپرستی قاضی فیض احمد، مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، مولانا ریحان احمد عباسی، مفتی محمد قاسم اور مولانا سعد اللہ لدھیانوی نے کی۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۲،۲۳؍جمادی الثانی مطابق ۳،۴؍مئی بروز جمعۃ المبارک اور ہفتہ منعقد ہوا۔ دو درجن سے زائد مبلغین نے ملتان شہر کی اہم مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی سنگینی کو اجاگر کیا۔ اجلاس کی چار نشستیں منعقد ہوئیں۔ مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام حسین اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔

مرحومین کے لئے ایصال ثواب: گزشتہ سہ ماہی میں وفات پانے والے جماعتی رفقاء، مولانا محمد مشتاق ہڈالی خوشاب، مولانا محمد عبداللہ مہر شاہ، حاجی غلام نبی جہاں خان بھکر، حکیم منظور احمد چیچہ وطنی، قاری اسلام الدین محراب پور سندھ، عبدالرحیم خان نیازی کچا کھوہ، عم محترم مولانا عبدالرشید غازی اللہ یار سیال احمد پور سیال، والد محترم اور فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد شیراز پیر محل، اہلیہ محترمہ مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ سمیت تمام مسلمانوں کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

ممبر سازی کی تکمیل اور جماعتوں کی تشکیل: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سہ سالہ ممبر سازی جاری ہے۔ تمام رفقاء کو ہدایت کی گئی کہ ۳۰؍شعبان المعظم تک ممبر سازی کی تکمیل اور جماعتوں کی تشکیل مکمل کی جائے۔

چناب نگر سالانہ ختم نبوت کورس: سالانہ ختم نبوت کورس ۵ تا ۲۷؍شعبان المعظم مطابق ۱۵؍جون تا ۷؍جولائی جامع مسجد ختم نبوت چناب نگر میں منعقد ہوگا۔ شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالقدوس خان قارن، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاری غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد احمد بہاولپوری، جناب حاجی اشتیاق احمد اور جناب محمد متین خالد سمیت اساتذہ فن عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، قادیانیت کے عقائد وعزائم، سمیت اہم مسائل پر لیکچر دیں گے۔

کورس میں دینی مدارس کے طلباء واساتذہ کرام، عصری تعلیمی اداروں کے سٹوڈنٹس وٹیچرز شرکت کر سکتے ہیں۔ کورس کے انتظامات کے لئے مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا غلام مصطفیٰ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی۔ تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے علاقہ جات کے جامعات کے منتظمین اور اساتذہ کرام سے مل کر طلباء اسلام سے خطاب فرمائیں اور انہیں کورس

میں شرکت کی ترغیب دیں۔ جنوبی پنجاب کے جامعات میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی خطاب فرمائیں گے۔ لاہور ڈویژن مولانا عزیز الرحمن ثانی، گوجرانوالہ ڈویژن مولانا فقیر اللہ اختر، سرگودھا ڈویژن مولانا محمد اکرم طوفانی دورے کریں گے۔ مبلغین کو کہا گیا کہ ملک میں ہونے والے الیکشن میں کسی قادیانی کو مسلم نشست پر اور کسی قادیانی نواز کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ کورس کے دنوں میں چنیوٹ، لالیاں، احمد نگر سمیت مضافاتی قصبات میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ آئندہ سہ ماہی کے لئے احتساب قادیانیت جلد ۱۸ ر مطالعہ کے لئے تجویز کی گئی۔ اجلاس مولانا غلام حسین جھنگ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

اندرون سندھ تحفظ ختم نبوت پروگرامز

۸ مارچ کی ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ کی تیاریوں کے سلسلہ میں اندرون شہر اور قرب و جوار کے شہروں وقصبات میں ختم نبوت پروگرامز منعقد کرکے عوام الناس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اجاگر کی گئی اور مسلمانوں کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ پہلا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پہلا پروگرام خانواہن میں منعقد کیا گیا، جس میں تلاوت کی سعادت حافظ حبیب الرحمن ملک نے حاصل کی، اس کے بعد مبلغین ختم نبوت مولانا تجمل حسین، مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ انہوں نے ”عشق مصطفی اور ہماری ذمہ داری“ کے عنوان پر بیان کرتے ہوئے شرکا کو ۸ مارچ ختم نبوت کانفرنس میں بھرپور شرکت کی دعوت دی۔ اس پروگرام کی صدارت مولانا قاری دل مراد نے کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عبدالغفور ملک نے سرانجام دیئے۔ حافظ سیف اللہ ملاح، قاری طفیل احمد انڑ، استاد علی حسن راجپوت، محمد حسن کونڈر سمیت مقامی حضرات نے بھرپور شرکت کی۔ دوسرا پروگرام: مدرسہ عربیہ شمس العلوم کی جامع مسجد میں بعد نماز عشاء ختم نبوت پروگرام رکھا گیا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت حافظ غلام مصطفی پھل نے حاصل کی۔ جاوید علی لغاری نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے بیان کیا، آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور اکرم a اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت پورے دین کی اساس ہے اور قادیانیوں کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ تیسرا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تیسرا پروگرام جوٹا موری میں بعد نماز عشاء منعقد کیا گیا اس میں تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری خالد محمود نے حاصل کی۔ علی احمد چنہ نے نظمیں پڑھیں، بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا تجمل حسین، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب کیا۔ اس پروگرام میں رئیس لعل محمد جوٹو، بھائی غلام مرتضیٰ، مولانا غلام مجتبیٰ، مولانا لیٰسین بھٹو، مولانا عبدالعزیز، مفتی فیض محمد مدنی، قاری منیر احمد جوٹو، قاری مجیب الرحمن سمیت مقامی حضرات نے شرکت کی۔ چوتھا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چوتھا پروگرام جامعہ غفرانیہ میں انعقاد پذیر ہوا جس کی صدارت مولانا حفیظ الرحمن کھیریو نے کی۔ حافظ ذوالفقار رند نے تلاوت کی اور حافظ دلدار احمد راجپر نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ پروگرام سے مولانا نعمت اللہ فاروقی، مولانا تجمل حسین، مولانا عبدالرشید بروہی، مولانا محمد

قاسم سومرو، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبدالغفار رند نے سرانجام دیئے۔ مولانا عبداللطیف، مولانا اشرف، قاری امداداللہ نعمانی، مولانا عبدالرؤف سولنگی، مولانا عبدالحکیم سولنگی سمیت مقامی علماکرام اور سینکڑوں کارکنانِ ختم نبوت شریک ہوئے۔ پانچواں پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام آخری پروگرام ممتاز عالم دین مولانا قاری اسلام الدین مرحوم کی یاد میں ان کے ادارے جامعہ دارالعلوم محمدیہ کوٹری کیبر روڈ محراب پور میں ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری محمد عرفان نے اور حافظ محمد فرحان نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کے جنرل سیکریٹری مولانا عبدالصمد نے بیان کیا، پھر مولانا تجمل حسین اور مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا، انہوں نے قاری اسلام الدین مرحوم کے بطور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کی خدمات کو سراہا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ختم نبوت کے صدقے ان کی کروٹ کروٹ بخشش فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اس پروگرام میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا خالد محمود نے سرانجام دیئے اور مولانا شاکر محمود، مولانا محمد احمد اور دیگر نے جلسہ کے سارے انتظامات سنبھالے ۔اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

حلقہ منظور کالونی میں سیرۃ خاتم الانبیاء پروگرامز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کراچی کے زیراہتمام سیرت خاتم الانبیاء a پروگرامز کا انعقاد کیا گیا۔ جس کا مقصد عوام میں فتنۂ قادیانیت اور فتنۂ گوہر شاہی سے آگاہی ہے۔ الحمدللہ! حلقہ کی مختلف مساجد میں سیرت النبی کے عنوان سے دس پروگرامز کا انعقاد کیا گیا، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا پروگرام: جامع مسجد عائشہ صدیقہ سیکٹر بی میں منعقد ہوا، جس کا آغاز قاری محمد عمران کی تلاوت سے ہوا۔ حمد ونعت کے لئے محمد عرفان سعید اور اویس اسحاق کو دعوت دی گئی۔ مہمانِ خصوصی مفتی محمد رمضان نے اپنے بیان میں احسن انداز میں سیرت النبی پر گفتگو کی۔ آخر میں سامعین سے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عہد لیا۔ کانفرنس کا اختتام مولانا خان محمد ربانی مدظلہ کی دعا پر ہوا۔ دوسرا پروگرام: جامع مسجد اشرفیہ میں منعقد ہوا۔ تلاوت اور حمد ونعت کے بعد مولانا محمد بلال نے محبت رسول a کے موضوع پر گفتگو کی۔ تیسرا پروگرام: جامع مسجد اللہ والی میں منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد حمد ونعت حافظ محمد سعید اور مفتی محمد حسن نے پیش کی۔ اس پروگرام کے مہمانِ خصوصی مولانا احسن راجہ مدظلہ نے نبی کریم a کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو خوبصورت انداز میں بیان کیا۔ آخر میں مولانا خان محمد ربانی نے دعا فرمائی اور شرکاء میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ چوتھا پروگرام: جامع مسجد فردوس محمود آباد نمبر ۵ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز مدرسہ الفلاح کے استاد قاری عبدالخالق کی تلاوت سے ہوا۔ مسجد کے امام مولانا قاری نصر من اللہ نے حمد باری تعالیٰ اور ترانۂ ختم نبوت پڑھا۔ اس موضوع پر مولانا احسن راجہ مدظلہ نے اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا۔ پانچواں پروگرام: سیرت خاتم الانبیاء کا پانچواں پروگرام جامع مسجد اعظم ٹاؤن میں مولانا قاری محمد صدیق سواتی مدظلہ کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ جامعہ تعلیم القرآن والسنہ کے استاد مفتی محمد رمضان نے قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت بیان کیا۔ مہمانِ خصوصی مولانا احسن راجہ مدظلہ نے حفاظتِ قرآن مجید اور حفاظتِ عقیدہ ختم

نبوت کے موضوع پر دلنشین بیان کیا۔ آخر میں مولانا خان محمد ربانی نے عقیدہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ کی حیثیت ایمان کے ستون کی ہے، جس کے بغیر اعمال کی عمارت بے کار اور ناقص ہے۔ اس لئے آپ حضرات اعمال کے ساتھ ساتھ عقیدے کی درستگی کا خاص خیال رکھیں۔ چھٹا پروگرام: جامع مسجد مریم عیدگاہ چوک میں منعقد ہوا۔ پروگرام کی صدارت حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ نے کی۔ تلاوت، حمد ونعت کے بعد مہمان خصوصی استاذ حدیث مولانا فضل محمد مدظلہ نے فکر انگیز خطاب کیا۔ ساتواں پروگرام: جامع مسجد خلفاء راشدین منظور کالونی میں منعقد ہوا۔ تلاوت اور حمد ونعت کے بعد حلقہ کے امیر مولانا محمد بلال مدظلہ نے قادیانیت اور گوہر شاہیوں کی شر انگیزیوں سے عوام کو آگاہ کیا۔ آٹھواں پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کے زیر اہتمام سیرت خاتم الانبیاء کا آٹھواں پروگرام جامع مسجد مہتاب شاہ بخاری (سولجر بازار) میں ترتیب دیا گیا تھا، لیکن شہر کراچی میں بدامنی اور کشیدہ صورت حال کی وجہ سے اس پروگرام کو انتظامیہ کی مشاورت سے موخر کر دیا گیا۔ نواں پروگرام: جامع مسجد شانِ مصطفیٰ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز صبح 9 بجے ہوا۔ تلاوت کلام پاک اور حمد ونعت کے بعد پروگرام سے علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے آنحضرت a کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ شہر میں لاقانونیت اور بدامنی کے باعث مہمان خصوصی تشریف نہ لا سکے۔ حلقہ کے علماء کرام مولانا حشمت اللہ خان، مولانا محمد بلال اور مفتی یونس خان نے خطاب کیا۔ دسواں پروگرام: جامع مسجد اقصیٰ (پہاڑی والی) منظور کالونی میں منعقد ہوا۔ تلاوت اور حمد ونعت کے بعد سامعین سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہ نے ان پروگراموں کو عام مسلمانوں کے لئے بہت مفید قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ان پروگراموں سے عوام میں دینی شعور پیدا ہوتا ہے اور مختلف قسم کے فتنوں سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ پروگرام سے جامع مسجد اشرفیہ کے امام وخطیب مولانا محمد جمیل اسماعیل، مفتی محمد رمضان نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں مولانا خان محمد ربانی مدظلہ نے دعا کرائی۔

ختم نبوت کانفرنس شبقدر ضلع چارسدہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت الحمدللہ! عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ملک اور بیرون ملک معروف عمل ہے۔ ہمارے ضلع چارسدہ میں علماء اسلام تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے معروف عمل ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں، یادگار اسلاف، مجاہد کبیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین صوبائی امیر ہیں ان کی کوششوں سے ضلع چارسدہ میں مجلس کے انتخاب عمل میں آئے۔ چنانچہ نوجوان عالم دین مجاہد اسلام مولانا پیر حزب اللہ جان ضلعی امیر منتخب ہوئے۔ پیر صاحب کی کوششوں سے پورے ضلع کی تینوں تحصیلوں کے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔ تحصیل شبقدر میں مولانا مفتی اعظم عارف باللہ مفتی محمد فرید ؒ کی یاد میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں مفتی صاحب ؒ کے جانشین مولانا حافظ حسین احمد بھی تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر مولانا پیر حزب اللہ جان نے اپنے بیان میں عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت پر بیان کیا۔ کانفرنس کی دعا کے بعد عام لوگوں کو اجازت دے دی گئی جبکہ مشائخ وشیوخ الحدیث اور جمعیت کے اکابر کا مشاورتی اجلاس ہوا، جس میں پیر طریقت مولانا سید عبداللہ شاہ مہتمم جامعہ رحمانیہ شبقدر، خطیب اسلام مولانا فضل ربی خطیب جامع مسجد شبقدر، مولانا لطف الرحمٰن قریشی، الحاج سید رحیم شاہ، نائب امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ

خیبر پختونخوا نے شرکت کی۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے ابتدا سے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے تحصیل شبقدر میں ہر باطل کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ خصوصاً الحاج سید رحیم شاہ باچا نے عقیدۂ ختم نبوت کے لئے انتھک کوششیں کی ہیں اور اکابر کی ہر آواز پر لبیک کہا ہے اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں، انہی اکابر کی سرپرستی میں انتخاب عمل میں آیا۔ چنانچہ حضرت اقدس مفتی محمد فرید نور اللہ مرقدہ کے خادم خاص، مولانا میاں ایاز احمد حقانی مہتمم جامعہ اسلامیہ فریدیہ کو امیر منتخب کیا گیا اور مولانا عبدالمعبود حقانی مدمغل خیل منتخب ہوئے۔ معاون شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف حقانی مدرس جامعہ محمدیہ مدمغل خیل، مولانا عطاء اللہ حقانی مہتمم جامعہ نعمانیہ شبقدر، مولانا مہربان شاہ حقانی کا انتخاب ہوا۔ اس انتخاب کے بعد مولانا پیر حزب اللہ جان کے زیر نگرانی تحصیل شبقدر میں مولانا ایاز احمد حقانی کی کوششوں سے ہر یونین کونسل میں یونٹ کی تشکیل کی گئی۔ یونین کونسل اگئی کے یونٹ کی تشکیل کے لئے جامعہ تعلیم الاسلام اگئی میں ایک اجلاس ہوا۔ حضرت میاں صاحب! نے عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت پر بیان کیا اور بیان کے بعد یونین کونسل اگئی کا انتخاب ہوا۔ جس میں اگئی کے مولانا مشرشاہ حقانی سابقہ ممبر صوبائی اسمبلی اور ان کے بھائی مولانا عبدالوکیل حقانی ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام تحصیل شبقدر نے بھی شرکت کی۔ مولانا رضوان اللہ (امیر)، مولانا اسلام شیر حقانی (معاون) اور مولانا یاسر جان حقانی (ناظم عمومی)، قاری محمد الیاس ناظم تعلیمات جامعہ تعلیم الاسلام اگئی، نائب مفتی محمد امین، امیر: ملک فیاض، معاون: محمد اسحاق اور مفتی محمد ادریس کا انتخاب عمل میں آیا۔ تلاوت قرآن کے بعد زیر سرپرستی مولانا پیر سید عبداللہ شاہ باچا، مولانا مشرشاہ حقانی، مولانا میاں ایاز احمد حقانی اور زیر صدارت یونٹ امیر مولانا رضوان اللہ کانفرنس کا آغاز ہوا۔ نعت شریف کے بعد سرپرست عمومی مولانا میاں ایاز احمد حقانی نے ابتدائی کلمات ارشاد فرمائے۔ ان کے بیان کے دوران مہمان خصوصی مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، یادگار اسلاف الحاج سید رحیم شاہ باچا، بزرگ عالم دین مولانا لطف الرحمن قریشی، طارق زیب، شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف حقانی تشریف لائے۔ بزرگ عالم دین مولانا امداد الحق خادم وشاگرد خصوصی علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا عبدالمعبود حقانی ناظم عمومی تحصیل شبقدر، مہمان خصوصی امیر صوبہ خیبر پختونخوا کو دعوت خطاب دی، امیر محترم نے دو گھنٹہ خطاب میں عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی۔ نماز عصر کے بعد دوسری نشست شروع ہوگئی، جس میں ضلعی امیر مولانا پیر حزب اللہ جان نے خطاب کیا۔ اور دجال قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کی تاریک زندگی کو بے نقاب کیا اور شرکاء کانفرنس سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی زندگی کو وقف کرنے کا عہد لیا۔ نماز مغرب سے پہلے کانفرنس کی اختتامی دعا کی گئی۔ نماز مغرب کے بعد شرکاء کے قافلے روانہ ہوئے۔ پورے علاقے کے مشائخ خصوصاً شیخ الحدیث مولانا سبحان الدین، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد جہانزیب حقانی، مولانا ہدایت الحق خطیب جامع مسجد ایف سی شبقدر، مولانا رضوان اللہ شیخان، مولانا سید شاہ گیلانی مہتمم مدرسہ فیض القرآن شبقدر، مولانا علی شاہ حقانی مہتمم جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ، مولانا قاری فضل امین حقانی مہتمم جامعہ حفظ القرآن والعلوم العربیہ کانگرہ، مولانا جانزادہ حقانی مہتمم جامعہ معارف القرآن باکرہ، مولانا عرفان بادشاہ ودیگر بزرگوں نے شرکت کی۔ چارسدہ کے مشہور ایف ایم ریڈیو ”دلبر“ نے رات کے پروگرام میں کانفرنس کی پوری تفصیل نشر کی۔

ختم نبوت کانفرنس سکھر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں ۷؍مارچ بروز جمعرات بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت درگاہ ہالیجی شریف کے چشم و چراغ مولانا عبدالقیوم ہالیجوی نے کی جبکہ مولانا خواجہ خلیل احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں والے مہمان خصوصی تھے۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ رسول اللہ a کی ختم نبوت مسلمانوں کے لئے زندگی و موت کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان کے بغیر کوئی بھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ آخر میں مہمان خصوصی مولانا خلیل احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں نے دعا کرائی۔ کانفرنس سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیگر راہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا بشیر احمد، مولانا مسعود افضل ہالیجوی، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا اسداللہ میمن، مولانا عبدالمجیب قریشی اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں پیش کی گئی قراردادیں: ☆...... ختم نبوت کا عظیم الشان اجتماع حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ ☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پورے ملک میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔ ☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی لٹریچر جو خالصتاً کفر اور ارتداد پھیلا رہا ہے، اس پر پابندی لگائی جائے۔ ☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی ملکی حالات خراب کرنے میں ملوث ہیں، اس لئے قادیانیوں کو فوری طور پر سرکاری و غیر سرکاری کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ ☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کراچی اور ملک کے دیگر شہروں میں شہید کئے گئے علماء و طلباء کے قاتلوں کو فوری گرفتار کیا جائے۔ ☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مدارس، خانقاہوں، پر یہود و نصاریٰ کی ایما پر چھاپوں، علماء اور طلبا کی گرفتاریوں کا سلسلہ فوری بند کیا جائے۔ ☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ عصری تعلیم کی کتابوں سے قرآنی آیات، جہاد سے متعلق اور تمام اسلام کی عظیم ہستیوں کے متعلق جو مضامین حذف کئے گئے، ان کو فوری طور پر نصاب میں شامل کیا جائے۔ ملک سے سودی نظام ختم اور جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے۔

ختم نبوت کانفرنس پنوعاقل

قادیانی عالمی سامراجی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے سرگرم ہیں۔ انہوں نے ملکی سلامتی کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ نئی نسل ان حالات سے بے خبر ہے، ان میں دین کا ضروری علم تک نہیں ہے، دینی اداروں اور تنظیموں کو بالخصوص جدید تعلیمی اداروں تک رسائی حاصل کرنی چاہئے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے استفادہ کرنا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے ختم نبوت کانفرنس پنوعاقل سے خطاب کرتے ہوئے کیا، جس کی صدارت عالمی مجلس پنوعاقل کے امیر مولانا خلیل الرحمٰن اڈھڑ نے کی۔ سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے اپنے بیان میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے۔ اس عقیدے کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے ثابت کردیا کہ جان، مال اولاد سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے لیکن حضور a کے بعد کسی

جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا عبداللطیف اشرفی نے اپنے بیان میں کہا کہ انیسویں صدی کی ابتداً میں مرزا قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ہندوستان بھر کے علماء کرام نے اس کی مخالفت کی اور اس کے خلاف کفر کے فتویٰ جاری کئے۔ مولانا محمد راشد مدنی ٹنڈو آدم نے اپنے بیان میں کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ وہ واحد مسئلہ ہے کہ جس پر امت مسلمہ نے کبھی کمپرومائز نہیں کیا اور نہ ہی اس بارے میں کمپرومائز کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ کانفرنس میں مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، مولانا محمد صالح انڈھڑ، مولانا رحیم بخش سومرو، مفتی محمد جمیل کورائی اور مولانا محمد یحییٰ عباسی نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں حضرت مولانا عبدالجبار ہالیجوی مدظلہ نے خصوصی شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے منی اسٹیڈیم شیخوپورہ موڑ گوجرانوالہ میں ڈویژنل ختم نبوت کانفرنس کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اور اجتماعی عقائد میں سے اہم عقیدہ ہے جس پر غیر مشروط طور پر ایمان لائے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے برطانوی سامراج کے اشارہ ابرو پر نبوت کا دعویٰ کر کے دین اسلام میں نقب لگانے کی کوشش کی۔ امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت اور توہین انبیاء کرام جیسے مسائل کی وجہ سے متفقہ طور پر کافر قرار دیا جس پر ۱۹۷۴ء میں پاکستان قومی اسمبلی نے ایک متفقہ ترمیم کے ذریعہ مہر تصدیق ثبت کی۔ اعلیٰ عدالتوں نے آئینی فیصلے کئے جن کا تحفظ کیا جائے گا۔ مولانا قاضی احسان احمد، پاکستان شریعت کونسل کے جنرل سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی، اتحاد اہل سنت کے سربراہ مولانا محمد الیاس گھمن، جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جامعہ مخزن العلوم خان پور کے مہتمم حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین مولانا فضل الرحمن درخواستی، خانقاہ زاہدیہ قادریہ اٹک کے سجادہ نشین مولانا قاضی ارشد الحسینی، جامعہ نصرۃ العلوم کے ناظم مولانا محمد ریاض خان سواتی، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سربراہ علامہ ساجد میر، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد امجد خان، بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا عبدالخبیر آزاد نے خطاب فرمایا۔ بارگاہ رسالت مآب میں گلہائے عقیدت جناب سید سلمان گیلانی نے پیش کیا۔ سیکورٹی کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے چاک و چوبند دستے نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس میں پیر رضوان نفیس، قاری محمد یوسف عثمانی، قاری منیر احمد قادری، سید احمد حسین زید، مولانا گلزار احمد قاسمی، مولانا مفتی نعیم اللہ، مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد قاسم، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عبدالنعیم، قاری عمر حیات، مولانا ظفر اقبال کھروڑپکا، چوہدری بابر رضوان احمد باجوہ، قاری گلزار احمد آزاد، سید حفیظ الرحمن شاہ، مولانا محمد عارف شامی، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا داؤد احمد، جناب عمر عثمان ہاشمی، جناب حاجی شاہ زمان، مفتی جمیل احمد، پروفیسر عبدالماجد مشرقی، مولانا خالد محمود، مولانا محمد اخلاق، قاری عبدالعزیز و دیگر سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۸/اپریل بروز جمعرات بعد نماز عشاء، بمقام الفتح گراؤنڈ سلیمی چوک ستیانہ روڈ فیصل آباد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز مولانا مفتی عبدالرحمن کی تلاوت سے ہوا۔ نعتیہ کلام سید سلمان گیلانی، قاری سعید مدنی، قاری محمد ہارون نے پیش کی۔ مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ، مولانا مفتی خبیب شاہ، مولانا محمد امجد، مولانا زاہد محمود قاسمی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا، مولانا طاہر ریحان عباسی، مولانا محمد الیاس گھمن کے بیانات ہوئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالرشید سیال نے ادا کیے۔

ختم نبوت کانفرنس رحیم یار خان

کانفرنس کی ابتدا تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ اس کے بعد سید سلمان گیلانی تشریف لائے اور جب مدینہ میں حاضری اور روضۂ اقدس پر سلام کا نقشہ کھینچا تو اجتماع کو لوٹ لیا بعد ازاں سرگودھا سے تشریف لائے ہوئے شعلہ بیاں خطیب مولانا محمد اسامہ رضوان نے خطاب کیا۔ مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کے خطاب کا آغاز ہوا وہی کانوں میں رس گھولتی آواز اور دل سے نکل کر دل میں اتر جانے والا درد، جی ہاں دل تک رسائی اسی آواز کی ہوتی ہے جو دل سے نکلے حضرت والا نے دین پور شریف کے اکابرین کی ختم نبوت کے سلسلہ میں والہانہ قربانیوں کا ذکر کیا۔ سید سلمان گیلانی ایک مرتبہ پھر تشریف لائے اور پھر قادیانیت کے وہ پرخچے اڑائے کہ برسوں قادیانی یاد کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکریٹری مولانا خلیل اللہ مولویانوی تشریف لائے۔ کانفرنس اپنے عروج پر تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ لیکن مجمع جوں کا توں جذبہ عشق محمدی سے سرشار بیٹھا رہا۔ اسٹیج پر قاری اظہر اقبال، علامہ عبدالرؤف ربانی، مفتی عبداللطیف، میاں مظہر نثار، قاری ظفر اقبال شریف قاری خلیل الرحمن، مولانا عارف فاروقی عباسی، انس محمود و دیگر بھی موجود تھے۔ آخر میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اسٹیج پر تشریف لائے اور مشاورت کے بعد دور دراز سے تشریف لائے ہوئے سامعین کے پیش نظر اختتامی دعا فرمادی تاکہ بارش کی وجہ سے واپسی پر سامعین پریشان نہ ہوں یوں یہ یادگار کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔

جامعہ مخزن العلوم خان پور میں ختم نبوت کی بہاریں

ولی کامل حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی زیر صدارت شیخ الاسلام حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی یادگار جامعہ مخزن العلوم خان پور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ ان عہد ساز شخصیات میں سے تھے جنہوں نے بیک وقت ہر محاذ پر داد شجاعت دی اور ہر فتنہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا، سب سے خطرناک فتنۂ قادیانیت کو آڑے ہاتھوں لیا اور اس محاذ پر طویل عرصہ سے مصروف عمل، معروف ادارہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرمائی۔ کانفرنس میں مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے مجاہدین ختم نبوت کے واقعات سنائے تو ہر آنکھ اشکبار تھی، بعد از کانفرنس اکابر حضرات کی

زبان پر تھا کہ وہی اکابر کا رنگ، وہی چمک وہ طرز گفتگو، وہی خلوص، وہی سادگی آج بھی اگر بطور زندہ مثال کے دیکھنی ہو تو حضرت جالندھری مدظلہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی دوران شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی تحفظ ختم نبوت پر جذبات ابھارتے رہے۔ جامعہ مخزن العلوم کی فضا میں سید امین گیلانیؒ کے بعد ایک مرتبہ پھر انہی کی طرز و ادائیں گونج رہی تھیں۔ ردقادیانیت پر سید سلمان گیلانی کے قادیانیوں کے جگر چھلنی کرنے والے اشعار یقیناً بیسیوں تقریر پر حاوی ہوتے ہیں، آج سید سلمان گیلانی ختم نبوت کے صدقے پوری دنیا میں متعارف ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے، اسی دوران اسٹیج اکابر علماء کرام سے بھر چکا تھا۔ مہتمم جامعہ ہذا حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی مدظلہ، مولانا مطیع الرحمن درخواستی، امیر جماعت ختم نبوت خان پور مفتی حبیب الرحمن درخواستی مدظلہ، جنرل سیکرٹری ختم نبوت جماعت مولانا خلیل الرحمن درخواستی مدظلہ، مولانا جمیل الرحمن درخواستی مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا امیر محمد تونسوی، مولانا خلیل الرحمن ڈاہر مدظلہ، مولانا عبدالغفار تونسوی، مفتی محمد طاہر دین پوری، مفتی سعید الرحمن درخواستی، مولانا شفیق، مولانا سیف اللہ دین پوری و دیگر اکابرین کثیر تعداد میں موجود تھے۔ شاہین ختم نبوت اسٹیج پر تشریف لائے تو پنڈال ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا، عرصہ دراز سے حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی موجودگی میں مولانا اللہ وسایا مدظلہ خطاب فرماتے ہیں تب واضح محسوس ہو رہا ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحب کی مکمل توجہات شاہین ختم نبوت پر مرتکز ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے تحریک ختم نبوت ۷۴ء کی مکمل کارروائی تفصیلاً بیان فرمائی مجمع پر کبھی کپکپی طاری ہوتی تو کبھی آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھر جاتے، دوران گفتگو جب مفتی محمودؒ کی مجاہدانہ قیادت کا ذکر آیا تو پنڈال ''مفتی تیرا قافلہ رواں دواں، رواں دواں'' کے نعرے بلند ہوتے۔ آخر میں حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کے مبارک کلمات اور دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا، نیز آخر میں جامعہ کے فارغ التحصیل علماء کرام و حفاظ کرام کو اسناد بھی تقسیم کی گئیں۔ کانفرنس کی کامیابی میں ایک اہم کردار مولانا خلیل الرحمن کا تھا جنہوں نے جانفشانی کے ساتھ کانفرنس کے سلسلہ میں مختلف اجلاس منعقد کئے۔ مختلف شعبے قائم کئے اور مکمل نگرانی فرمائی۔ سیکورٹی کے فرائض مولانا شبیر احمد جالندھری مدظلہ کی زیر نگرانی تھے۔ عصر کی نماز سے قبل کانفرنس بخیر و خوبی تکمیل کو پہنچی۔ عصر کی نماز جانشین حضرت درخواستی مدظلہ مولانا فضل الرحمن کی امامت میں ہوئی بعدازاں انہوں نے رقت آمیز دعا کروائی، جس سے جامع مسجد سسکیوں سے گونجتی رہی نماز کے بعد شرکائے کانفرنس کی لنگر سے مہمان نوازی کی گئی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ ٹوبہ

۱۷ر مارچ بروز پیر بعد نماز مغرب چک نمبر ۱۴۸گ،ب میں تحفظ قرآن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ مرزائیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا ممتاز احمد کلیار نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہی اسلام کا تحفظ ہے۔ یہی وہ کام ہے جس پر انسان اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ ۱۸ر مارچ کو فجر کا درس جامع مسجد غلہ منڈی میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دیتے ہوئے فرمایا کہ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے۔ جب ضرورت پڑے خون کا آخری قطرہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پیش کردیں گے۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......ادارہ!

مرزا قادیانی کون تھا؟ کیا تھا؟: صفحات: ۱۹۲: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ وناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان!

ادارہ تالیفات اشرفیہ کے بانی حافظ مولانا محمد اسحق ملتانی کے والد گرامی حضرت الحاج مولانا عبدالقیوم ملتانی ثم مہاجر مدنی کو اللہ تعالیٰ نے عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کا خاص ذوق دیا ہے۔ ان کے اس عنوان پر چند مضامین اور محترم اشتیاق صاحب ایڈیٹر روزنامہ بچوں کا اسلام کی زیر نگرانی روزنامہ اسلام کے بچوں کے ایڈیشن میں شائع ہونے والی مضامین بسلسلہ ''ختم نبوت زندہ باد'' ان تمام کو کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ دس بارہ سال کے خوبصورت چھوٹے چھوٹے مختلف تین چار سو عنوانات کے ساتھ جمع کر دیئے ہیں جو پڑھنے والوں کے ذوق سلیم کو جلاء ایمانی بخشیں گے۔ ہوا یہ کہ ایک بچی عائشہ لیاقت ملک نے جب بچوں کا اسلام شروع ہوا۔ انہوں نے ختم نبوت سے متعلق چھوٹے چھوٹے مضامین کو نوٹ بک پر نوٹ کرنا شروع کیا۔ تین چار کاپیاں بن گئیں۔ جو اس بچی نے جناب ایڈیٹر صاحب کو بھجوائیں۔ آپ نے حضرت حافظ محمد اسحق صاحب سے فرمایا تو یوں یہ کتاب معرض وجود میں آگئی۔ جو لائق تحسین امر ہے۔

مقصد بعثتؐ اور رسومات میلاد: تالیف: حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر: صفحات: ۸۸: قیمت: درج نہیں: ناشر: حق چار یار اکیڈمی مدرسہ حیات النبی گجرات!

آنحضرت a سے متعلق کسی بھی امر کا بیان خیر و برکت کا باعث ہے۔ امت مسلمہ نے اپنے قیام سے اس وقت تک اس سعادت کو اپنے سینہ سے لگایا ہوا ہے اور انشاء اللہ تا قیامت اسے سینہ سے لگائے رکھے گی کہ اسی میں اس کی بقاء کا راز مضمر ہے۔ یہ تمام ذکر بذات خود امر مبارک اور عمل محمود ہے۔ اس سے مقصود اطاعت نبویؐ ہے جو حکم ربانی ہے۔ بعض حلقوں نے صرف زبانی کلامی، غلامی رسول کا ورد کرنا معمول بنالیا ہے۔ مقصد کو سرے سے نظر انداز کر دیا ہے۔ اب یہ ذکر برائے عمل نہیں رہا۔ گویا ''منانا'' رہ گیا ہے۔ ''اپنانا'' آنکھوں سے اوجھل کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ امر کسی بھی طرح مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر ولادت مبارک کے موقعہ پر نئی نئی ایسی ایسی رسومات کو شریعت بنا کر پیش کیا جارہا ہے کہ ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں یہ رسوم ہی آنے والی نسلوں کے لئے معاذ اللہ دین نہ بن جائے۔ ضرورت تھی کہ اصل و نقل، سنت و بدعت میں امتیاز قائم کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر نے اس پر قلم اٹھایا اور یہ خوبصورت رسالہ مرتب کر دیا جو اس موضوع پر ایک جاندار و قیمتی اثاثہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ مطالعہ سے اپنی معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

فاتح قادیان (لائق بخاری)

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

32 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء ومناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے انشاءاللہ

زیر سرپرستی

حکیم العصر محدثِ دوراں ولیِ کامل مخدوم العلماء

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بتاریخ

5 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 15 جون 2013

تا

27 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 7 جولائی 2013

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی 0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670